…لہ علوم و فنون کی کتابیں ملنے کا پتہ۔ شیخ غفور بخش خواجہ بخش تاجران کتب کیبرٹ بازار آگرہ

ما شاء اللہ و لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش برادر مکرم جناب شیخ ریاض الدین صاحب تاجر کتب

باغ خیال اکبر

عرف

دیوان اکبر

باہتمام خاکسار حافظ فیاض الدین پرنٹر ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ

مطبع العلائی واقع آگرہ طبع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طرح اندازِ بِن کون و مکاں تو ہی تو تھا
خوش نوائے حرف ساز کن فکاں تو ہی تو تھا

زمزمہ سنج نوائے فادخلوھا خالدین
رنگ آمیز چمن زار جناں تو ہی تو تھا

ہر گل و برگ و ثمر میں رنگ و بو بنکر بسا
تو ہی تھا تو ہی بہارِ گلستاں تو ہی تو تھا

طوق قمری تو ہی تو ہی سرو گلشن کی بہا
رنگ گل تو ہی تھا بلبل کی فغاں تو ہی تو تھا

سرمہ دیکر نور آنکھوں کا بڑھانا تھا تجھے
طور پر صورت کش برق تپاں تو ہی تو تھا

لیلی و شیریں و گل میں شمع میں رکھا تھا کیا
حسن بنکر دلفریب عاشقاں تو ہی تو تھا

نوحؑ کا جودی پہ اور یونسؑ کا بطن حوت میں
چاہ میں یوسفؑ کا یارب مہرباں تو ہی تو تھا

قم باذنی اور اناالحق کہتے انکی کیا مجال
شمسؒ اور منصورؒ کے منہ میں زباں تو ہی تو تھا

کیوں نہو یہ مدح گو تیرا کرم کار ساز
نطق بخش اکبر شیریں زباں تو ہی تو تھا

قندیل میں اک نور ترا جلوہ فشاں تھا
آدم تھا نہ حوا تھی زمیں تھی نہ زماں تھا

شاخوں میں لچک تھی تری غنچوں میں مہک تھی
پرتو میں نہاں تھا کبھی پردہ میں عیاں تھا

رب ارنی کہہ تو دیا اوٹھتے ہی پردہ
تھے ہوش فراموش وہاں ہوش کہاں تھا

ہیں ارض و سماوات ترے حکم سے قایم
تو زیب دہ انجمن کون و مکاں تھا

لیلی میں چمک کسکی تھی کسکی تھی تجلی
مجنوں کو جنوں کسکا تھا کسکا خفقاں تھا

گر صورت یوسف میں نہ تھی تری تجلی
کیوں دلمیں زلیخا کے محبت کا نشاں تھا

دیکھا جو یہ گلزار جہاں غور سے اکبر
ہر پھول سے ہر پھل سے وہی رنگ عیاں تھا

کسقدر رہیان ہے اے کاکل پیچاں تیرا
اپنے سایہ سے الجھتا ہے پریشاں تیرا

اپنی حسرت پہ لہو روئے ہر ایک زخم جگر
گر پڑا ہاتھ سے قاتل جو نمکداں تیرا

کیا کہوں ہے مرے صحرا کی جو وسعت اے قیس
نہ ملے اسمیں جو کھو جائے بیاباں تیرا

حوصلہ نکلے مری وحشت دل کا کیونکر
دائرہ تنگ ہے اے عالم امکاں تیرا

لے گیا اوسکی گلی تک نہ بہا کر لاشہ
چشم تر کام کچھ آیا مرے طوفاں تیرا

آجکل چلتی ہے دنیا میں قیامت کی ہوا
گل نہ ہو جائے چراغ اے مہ تاباں تیرا

زلف جھک کر کے یہ کہتی ہے رخ روشن سے
ہے پریشاں کوئی میرا کوئی حیران تیرا

خیر ہو بوئے رقابت مجھے آئی تجھ سے
چاک کسکے لئے ای گل ہے گریباں تیرا

کسطرف ڈہونڈہتا پھرتا ہے تو ای تیر افگن

دل میں اکبر نے چھپا رکھا ہے پیکاں تیر کا

اللہ رے حسن احمد عالی وقار کا — اترا ہے نور عرش سے پروردگار کا

اے منکر و نکیر سوال و جواب کیا — بردہ نبی کا بندہ ہوں پروردگار کا

غزوہ میں کم غذا تھی مگر تیرے خوان پر — پُر تھا شکم طعام سے ستر ہزار کا

کیا خاک باغ خلد کی ہو آرزو ہمیں — خاکا ہے تیرے روضے کے نقش و نگار کا

نبیوں میں اوسکی شان ہے کالبدر فی النجوم — ختم الرسل خطاب ہے اوس نامدار کا

لب پر علی علی ہے زباں پر ولی ولی — یہ دل ہے عاشق اوس شہ دلدل سوار کا

مذہب ہے صلح کل نہیں اکبر کسی سے رنج
دشمن ہوں اپنی ہستی ناپائدار کا

مصحف ناطق رخ پر نور ہے اوس ماہ کا — ابرو ہے سلطان مبین طغرا ہے بسم اللہ کا

جب جھکی گردن نظر وہ قبہ سبز آ گیا — قلب میرا بن گیا گنبد تری درگاہ کا

ہو کہ فانی ذات شاہ لی مع اللہ میں ہوا — مرتبہ حاصل ہوا اوسکو فنا فی اللہ کا

تھا مدینہ سامنے آنکھوں کے ہنگام طواف — میں نے کعبہ میں بھی گھر دیکھا رسول اللہ کا

یوسف مصری کو کیا نسبت ہے محبوب سے — وہ ہے معشوق زلیخا یہ حبیب اللہ کا

آسمان سبز پر تو گنبد خضرا کا ہے — لامکاں خاک کا سایہ ہے بیت رسول اللہ کا

قامت بے سایہ حضرت کا ہے دل میں خیال — نقش ہے یا اس نگینہ پر الف اللہ کا

حشر تک کرتے نہ زمزم سے نکلنے کی ہوس — یوسف مصری اگر وہ دیکھتے اوس چاہ کا

غل ہے بازار دنیں پھر اکبر مدینہ کو چلے
میرے دل سے کوئی پوچھے لطف اس افواہ کا

مجھے بھی حبیب خدا بخشوانا
نہ تم سا ملا کوئی دیکھا زمانا

اندھیرے سے مرقد کے گھبرا نہ جاؤں
مجھے چاند سی اپنی صورت دکھانا

بہت سخت ہی گرمی روز محشر
مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانا

بھڑکتا ہے دوزخ نکلتے ہیں شعلے
چلا میں جلا میں بچانا بچانا

خضر تم کوئی راہ ایسی بتا دو
مدینہ میں ہو رات دن آنا جانا

پڑا رہنے دے گرد اپنے مکاں کے
کہاں ہیں ترے عاشقوں کا ٹھکانا

کبھی اسود پاک پر بوسہ دینا
کبھی زمزمہ آب زمزم پہ گانا

میں ہوں طالب شوق پابوس حضرت
مرا انکے قدموں پہ مدفن بنانا

چلا میں جو محفل سے بولے یہ حضرت
وہ جاتا ہے اکبر بلانا بلانا

شکل جب بس گئی آنکھوں میں تو چھپنا کیسا
دل میں گھر کر کے مری جاں یہ پردا کیسا

باادب ہیں ترے سب کشتۂ ناز اے قاتل
سانس لینگے نہ دم ذبح تڑپنا کیسا

آپ موجود ہیں حاضر ہے یہ سامان نشاط
عذر سب طے ہیں بس اب وعدۂ فردا کیسا

تیری آنکھوں کی جو تعریف سنی ہے مجھ سے
گھورتی ہے مجھے یہ نرگس شہلا کیسا

ہاتھ بڑھتے ہیں گریباں کی طرف پاؤں نکال
اے مسیحایوں ہی کرتے ہیں انکا علاج
گرم بازاری خورشید قیامت ہوئی ہر دم
کیا کہا تم نے کہ ہم جاتے ہیں دل اپنا سنبھال

الله جوش جنوں سبز ہے صحرا کیسا
کچھ نہ پوچھا کہ ہے بیمار ہمارا کیسا
حشر میں داغ محبت مرا چمکا کیسا
یہ تڑپ کر نکل آئے گا سنبھلنا کیسا

منہ دکھائے نہ خدا ہجر کی شب کا اکبر
خوف اسکا ہے ہمیں حشر کا دھڑکا کیسا

بخشوانے تا مکین لامکاں لیجائیگا
داغ عشق خاتم پیغمبراں لیجائیگا
میں تو جاتا تھا مدینہ کیطرف اب تو بتا
زاہد وصل علی صل علی پڑھتے رہو
تیری گردش کو دعا دینگے تجھے رکھینگے یاد
باندھ رکھی ہے کمر اے رہرو راہ خدا

کون لیجاتا شفیع عاصیاں لیجائیگا
بے نشاں دل تھا مگر اچھا نشاں لیجائیگا
کسطرف اے توسن عمر رواں لیجائیگا
وہ دوا اسکا سوئے گلزار جناں لیجائیگا
گر مدینہ کی طرف نہ لے آسماں لیجائیگا
ہم بھی تیرے ساتھ ہیں لیچل جہاں لیجائیگا

شاعر نہیں روز محشر پڑھ کے نعت مصطفےٰ
سب سے بازی اکبر شیریں زباں لیجائیگا

کیا انتشار اب ہمیں روز قبول کا

دامن ہے اپنے ہاتھ میں آل رسول کا

اللہ اور اُسکا حبیب ایک ہی تو ہیں
مطلب کھلا ہوا ہے اطیعو الرسول کا

پہلے ہے جذب اور سلوک اوسکے بعد ہے
یہ راستہ عروج کا ہے وہ نزول کا

کسطرح سے تمام خط شوق ہو مرا
ہم سلسلہ ہے آپکی زلفوں کے طول کا

گہری گلابی آنکھیں ہیں اُس مست ناز کی
ایسا تو رنگ جام میں بھی تہا نہ پھول کا

جاہل ہے علم غیر سے ظالم ہے نفس پر
مطلب کھلا ہمیں یہ ظلوم و جہول کا

ہستی کو اپنی جلد مٹا جسطرح مٹے
پہنچا ہے شیخ سے یہ طریقہ وصول کا

تھی دشت میں بھی یاد حرم کی خلش ضرور
تلووں کو چھیڑتا رہا کانٹا ببول کا

اکبر زبان پر نہیں آتا جو دل میں ہے
پابند ہوں ضوابط اہل اصول کا

اے بے نیاز مالک مالک ہے نام تیرا
مجھکو ہے ناز تجھپر میں ہوں غلام تیرا

میں ہوں ضعیف بندہ تو مالک قوی ہے
عصیاں ہے فعل میرا بخشش ہے کام تیرا

کیا کیا حلاوتیں ہیں اللہ اکبر اسمیں
میٹھا ہے ذکر تیرا شیریں ہے نام تیرا

انگشتری پر اپنی ایجاں اسکو کہدلے
ہے نقش میرے دل پر کیا خوب نام تیرا

جس شکل پر نظر کی تصویر تھی وہ تیری
کی فکر جس سخن میں تھا وہ کلام تیرا

حاضر ہے ہر جگہ تو پھر ہے الگ سبھوں سے
کسطرح سے کہوں میں یہ ہے مقام تیرا

تو اور عشق جاناں کچھ بھی مناسبت ہے
اے دل خیال ہے یہ بے شبہ خام تیرا

کیونکر ہو شکر ہم سے تیری عنایتوں کا
تیرا رسول لایا ہم تک پیام تیرا
مرغ نظر ہمارا کیوں صید ہو نجائے
دانہ ہے خال عارض گیسو ہے دام تیرا

ہوگا بڑے بڑوں کا ہنگام روز محشر
اکبر قبول ہوگا کیونکر سلام تیرا

اللہ غنی ایک مدینہ میں جواں تہا
اللہ ہی اسکے رخ روشن سے عیاں تہا
صورت کو تیری دیکھ کے کچھ منہ سے نہ نکلا
اک صل علی صل علی ورد زباں تہا
حیران فرشتے تہے پریشان تہیں حوریں
کس شان کا جلوہ تری صورت سے عیاں تہا
العظمت للہ براق شہ والا
وہ برق سبک خیز یہاں تہا نہ وہاں تہا
کس شوق سے معراج کی شب کہتا تہا اللہ
آجلد تو ابتک مرے محبوب کہاں تہا
کہتے ہیں جسے اہل جہاں مہر نبوت
وہ مہر نہ تہی مہر الٰہی کا نشاں تہا
بہیجا تہا اسے حق نے ہدایت کو جہاں کی
گو فرش پہ تہا عرش معلی پہ مکاں تہا
گر اسکو نہ پڑہتا کوئی جنت میں نجاتا
تیرا کلمہ فاتح ابواب جناں تہا

پہنچا جو میں محفل میں تو بولے مرے مولا
مدت سے تو اے اکبر مشتاق کہاں تہا

بیاں کس سے ہو رتبہ اے محمد مصطفےٰ تیرا
کہ قرآن مقدس میں ثنا خواں ہے خدا تیرا

تیری مدح و ثنا میں فکر کو رستہ نہیں ملتا
وہ عالی مرتبہ ہے اے نبیؐ دوسرا تیرا

بزرگی آیۂ لولاک سے ظاہر ہوئی تیری
لقب ہے رحمت عالم حبیبِ کبریا تیرا

تو وہ اُمی کہ تیرے علم سے عالم ہوا روشن
وہ بے سایہ عالم پر ہے سایہ اے شہا تیرا

نہوتی پار کشتی نوحؑ کی طوفان سے ہرگز
اگر شامل نہوتا لطف لے ابر عطا تیرا

بھلا موسیٰؑ کو تیرے رتبۂ عالی سے کیا نسبت
کہ وہ طالب خدا کے اور طالب ہے خدا تیرا

کہیں مدثر کہکر کہیں مزمل کہکر
مخاطب ہو رہا ہے تجھسے رب دوسرا تیرا

تمنا ہے کہ تیرے آستانِ پاک پر پہنچوں
ملوں اُس جا پہ آنکھیں جسجگہ ہو نقش پا تیرا

شفاعت کا تری اکبر کو ہر لحظہ بھروسا ہے
کہ بخشے گا تری خاطر سے اے مولا خدا تیرا

ہر شے میں جلوہ گر ہے واللہ نور تیرا
حیرت میں ڈالتا ہے سب کو ظہور تیرا

از ماہ تا بماہی ظاہر تری خدائی
کرتا ہے ناز تجھپر کبر و غرور تیرا

پتھر کو کر کے سرمہ آنکھوں کو نور بخشا
احسان ہے جہاں پر اے برق طور تیرا

کعبہ میں گر خدا ہے تو بتکدہ میں کیا ہے
اے عقل ہے سراسر ثابت قصور تیرا

دیر و حرم میں یکساں دیکھا ہے تیرا جلوہ
یاں بھی ہے تیرا جلوہ واں بھی ہے نور تیرا

مشتاق تیرے اوٹھکر دوڑینگے بے تحاشا
جب نام لیگی خالق آواز صور تیرا

اب وقت ہے مدد کا اے چشم مست ساقی
کرتا ہے کچھ کمی سی دل میں سرور تیرا

وحشت کا میری چرچا عالم میں ہو رہا ہے
شہرہ جہاں میں ہے نزدیک دور تیرا

تو اوسکو بخش دینا لطف و کرم سے اپنے
اکبر کو آسرا ہے رب غفور تیرا

گل و گوہر تو کیا ہر شے میں ہے جلوہ عیاں تیرا
خدایا بے نشاں ہو کر ملا ہم کو نشاں تیرا

ترے ابر کرم سے پرورش مخلوق پاتی ہے
الٰہی جا بجا ہے فیض کا دریا رواں تیرا

پکارا دیر میں ناقوس سے تجھکو برہمن نے
حرم میں نام زاہد نے لیا وقت اذاں تیرا

تری رحمت کا لنگر ہے اور لوگوں کو سہارا ہے
الٰہی نام عالی ہے عصائے ناتواں تیرا

شرر پتھر سے جب نکلا تو ہمکو یہ ہوا ثابت
کہ ہر ذرہ میں پنہاں ہو گیا حسن نہاں تیرا

فنا ہو جائینگے کارخانے ہیں زمانے کے
رہے گا نام باقی خالق کون و مکاں تیرا

تری موجودگی ہر شے میں جز و کل سے ثابت ہے
مگر حسرت ہے پھر بھی تو نہیں ملتا نشاں تیرا

کرم اے ابر رحمت تشنگان آب الفت پر
ندائے موج شفقت جاں بلب ہے یہ بجاں تیرا

گنہ سب بخش دینا لطف سے اکبر کے محشر میں
بھروسہ ہے اُسے اے مالک ہر دو جہاں تیرا

گو اہل وفا سے وہ ستمگر نہیں ملتا
یہ شکر ہے غیروں سے بھی اکثر نہیں ملتا

یہ خم نہیں ملتا ہے یہ جوہر نہیں ملتا
ابرو سے تمہارے کوئی خنجر نہیں ملتا

اس عارضِ رنگیں سے گُلِ تر نہیں ملتا
تم دیکھ لو خود پھول کو رکھ کر نہیں ملتا

یہ نخلِ جوانی ثمر اب لانے لگا ہے
وہ جس سے گلے ملتا ہے تنکر نہیں ملتا

وحشی پہ ترے سنگ زنی اب نہیں ہوتی
یا تھک گئے سب یا نہیں پتھر نہیں ملتا

یہ نخل کے انداز تو اچھے نہیں منعم
یاروں سے بھی تو ہاتھ بڑھا کر نہیں ملتا

اغیار بھروسہ نکریں قتل پہ اُس کے
وہ وہ ہے جو سو بار بھی ملکر نہیں ملتا

میں خاک بسر ہوں مرے احباب پریشاں
اُس کوچہ میں ہے پر دلِ مضطر نہیں ملتا

ڈھونڈھے کوئی کیا راہروِ ملکِ عدم کو
اس راہ کا بچھڑا تو بچھڑ کر نہیں ملتا

ملتے ہیں کہیں کھوئے ہوئے راہ طلب کے
ہم ڈھونڈھ رہے ہیں ہمیں اکبر نہیں ملتا

ہے فیض ابرِ رحمتِ ربِّ رحیم کا
سرسبز باغ ہے مری طبعِ سلیم کا

طرّہ اُڑے تو گیسوئے عنبر شمیم کا
ہم تک بھی آ ہی جائے گا جھونکا نسیم کا

روزِ ازل سے تھا مری قسمت میں جو الم
پہلا سبق ملا ہے الف لام میم کا

لبریز ہے قرابۂ گل سب گلاب سے
ہے غسل آج گیسوئے عنبر شمیم کا

دوزخ کا نام آتشِ فرقت درست ہے
سچّا لقب ہے ہجر عذابِ الیم کا

ہر شے اُسی کی شکل میں ہمکو نظر پڑی
حادث دکھا رہا ہے یہ جلوہ قدیم کا

تخصیص مجھ میں کوئی نہیں اے مرے خدا
امیدوار ہوں ترے فضلِ عمیم کا

سائل کبھی کے در سے تو خالی پھرا نہیں ۔ محروم کیوں رہے گا یہ بندہ کریم کا

اکبر رضائے دوست کا امیدوار ہوں
خواہاں نہ جنت کا ہوں نہ طالب نعیم کا

ہے آپکے باعث سے وجود ارض و سما کا ۔ کونین میں جلوہ ہے رسول دوسرا کا

بیمار ہوں مقدور نہیں مجھکو دوا کا ۔ اعجاز دکھا دو لب اعجاز نما کا

اے باد صبا جلد مری خاک اڑا دے ۔ اسوقت مدینہ کیطرف رخ ہے ہوا کا

کر ڈالا ہے جسنے دل جبریل کو غربال ۔ اس دل میں بھی روزن ہے اُسی تیر ادا کا

اللہ رے در قصر محمد کی بلندی ۔ ہے اُسکو سرا وار لقب عرش علا کا

مشکل ہے الجھکر تری زلفوں سے نکلنا ۔ ہر پیچ قیامت کا ہے ہر خم ہے بلا کا

تو غور سے کر اپنی ہی صورت کا تماشا ۔ یہ چہرہ ترا آئینہ ہے انوار خدا کا

کیا غور سے حضرت مرا دل دیکھ رہے ہیں ۔ یہ جو زنگ ہے یہ آپ ہی کی تیغ ادا کا

منصور بس اب ہوش میں آ روک زباں کو ۔ یہ بات بھی کہنے کی ہے سے نام خدا کا

کیوں سوئے زمیں دیکھ رہے ہیں مہ و خورشید ۔ کیا ڈھونڈھتے ہیں نقش کسیکے کف پا کا

وہ دور ہے ہمسے کہ پکاریں اسے اکبر
ہے فاصلہ والوں کے لئے فعل دعا کا

محو ایسا تری صورت میں ہی شیدا تیرا ۔ دیکھتا ہے وہ ہر اک شکل میں جلوہ تیرا

ہے جو کچھ عالم فانی میں وہ سب تیرا ہے ۔ جب سے ہم بولے یہی بولے کہ تیرا تیرا

تو کہیں ہو تجھے ڈھونڈھ نکالونگا ضرور
تو ہے مطلوب مراد ہیں جو یا تیرا

تیری تصویر میں اسجاں نظر آئی مری شکل
میری صورت میں نظر آگیا جلوہ تیرا

چاک دامانی عاشق نے غضب کر ڈالا
اے مرے پردہ نشیں کھل گیا پردہ تیرا

دل بھی روشن ترے جلوے سے ہے اور آنکھیں بھی
ہر جگہ نور نئی شان سے چمکا تیرا

تو ہو جس رنگ میں پہچانتا ہوں میں تجھکو
کبھی دھوکا نہیں کھاتا ہے شناسا تیرا

آئینہ ہے یہی میں نظر آئیگی وہ شکل
دیکھ اے طالب حق دل ہو نہ میلا تیرا

نام گنواتے کو یوں تو ہیں بہت اہل نظر
مر یہاں پر ترا اکبر ہی ہے شیدا تیرا

حسن ہے میرے شہ ہر دو سرا کا ایسا
نہ بنا پھر ید قدرت سے بھی نقشا ایسا

گر پڑیں حضرت موسیٰ کی طرح غش کھاکر
کبھی دکھلائے خدا ہمکو بھی جلوہ ایسا

میرا سایہ بھی مرے ساتھ شب غم میں نہیں
میں ہوا تجھسے جدا ہو کے اکیلا ایسا

ایک دن بھی کبھی اندیشۂ فردا نہوا
ہمکو اللہ پر اپنے ہے بھروسا ایسا

نظر آنے لگا دلمیں بھی وہی پردہ نشیں
للہ الحمد اٹھا آنکھوں سے پردہ ایسا

اپنے الجھے ہوئے گیسو وہ دکھلا کر بولے
دیکھئے ہوتا ہے نقشۂ شب غم کا ایسا

دم نکلتا ہی نہیں جھیلتا ہوں صدمۂ ہجر
دیکھئے ہوتا ہے پتھر کا کلیجا ایسا

نزع میں بھی تو غلاموں کو نہ بھولے آقا
ہو تو ہے دونوں جہانمیں کوئی مولا ایسا

فرق کچھ ناظر و منظور میں اکبر نہ رہا

میرے آئینۂ دل میں وہ سمایا ایسا

گلشن میں اُسنے رُخ سے جو پردہ اُٹھا دیا
بلبل کا ہوش رنگ گلوں کا اڑا دیا

صورت نے جلوۂ رخ معنی دکھا دیا
اس عشق نے بگاڑ کے مجکو بنا دیا

مضمون سوچنا تھا رُخِ صاف یار کا
آئینۂ جمال نے حیران بنا دیا

تھا اپنی صنعتوں کا تماشا جو دیکھنا
بازار کائنات میں میلہ لگا دیا

اللہ رے شان حُسن تری بے نیازیاں
بیہوش کر دیا اسے اُس کو جلا دیا

دیوانہ ہو گیا ہوں تری زلف دیکھ کر
ان کالوں نے چراغ خرد بھی بجھا دیا

دونوں طرف لگی ہوئی ہے آگ عشق کی
پروانہ اور شمع کو یکساں جلا دیا

ممنون ہوں میں اپنی جبین نیاز کا
پائے نگار پر مجھے اُسکے جھکا دیا

اکبر بلند کی مرے قاتل نے تیغ جب
میں نے سرِ نیاز قدم پر جھکا دیا

کوئے جاناں میں بجز رنج و الم پائینگے کیا
حضرت دل واں سے جا کر دیکھیے لائینگے کیا

جو شریک رنج و راحت بھی کبھی ہوتے نہیں
وہ کسی کے وقتِ بد میں کام پھر آئینگے کیا

خونِ حق میں دھرا کیا ہے جو تم آتے نہیں
صدمۂ فرقت سے آخر ہم نہ مر جائیں گے کیا

دیکھ کر اُس کم سخن کے جلوۂ رخسار کو
ہونٹھ اپنے حضرت ناصح نہ سلوائینگے کیا

مفت میں پھرتے ہیں سرگرداں شیخ و برہمن
دیر و مسجد میں دھرا کیا ہے وہاں پائینگے کیا

بیخودانِ عشق جاناں سو رہے ہیں قبر میں
صور اسرافیل سے ہوشیار ہو جائینگے کیا

ہاتھ جو کاٹو نیہ دھرتا ہے ہمارے نام سے
فیصلہ ہی ہو چکا جب تن سے نکلی جان زار

اُس تغافل کیش کو احباب سمجھائینگے کیا
کب کے آئیکے عشق میں ارشاد فرمائینگے کیا

حضرت اکبر سے سُنکر شکوۂ جور و جفا
داور محشر کے آگے وہ نہ شرمائینگے کیا

انسان سے ضرور ہے ہو ناقصور کا
جاری رہیں جو اشکِ ندامت کی ندیاں
ہے ہر صفت میں روشنیٔ ذات جلوہ گر
اُٹھا جو تیرے عارضِ پُر نور سے نقاب
مردہ بنا دیا ہے ہمیں اس خیال نے
محبوب خود پسند نہیں تو حسیں نہیں
شانِ وجود تو یہی ہی وہ ہو ہم میں ہوں

مظہر ہے یہ تجلّیٔ اسمِ غفور کا
لیجائینگی بہا کے یہ دفترِ قصور کا
ہر ذرہ آفتاب ہے قدرت کے نور کا
بار دگر بھی آئینہ چمکا نہ طور کا
ممکن نہیں علاج دلِ ناصبور کا
چلتا ہے شہرِ حسن میں سکہ غرور کا
ہم تم ہوں جب تو پھر ہے یہ جلوہ ظہور کا

اکبر ہے وصلِ یار کی اُمید آپ کو
کچھ خیر ہے مزاج کہاں ہے حضور کا

ڈھونڈھ لینا جو انھیں ڈھونڈھنے والا ہوتا
مجھکو اس چاہ میں کچھ لطف دوبالا ہوتا

دیکھ لیتا جو کوئی دیکھنے والا ہوتا
کاش ناصح ہی ترا چاہنے والا ہوتا

ہم بھی مرتے تری حور و نہ پہ مگر اے زاہد
ان بتوں سے جو کچھ انداز زرالا ہوتا

کیا گر رتی بھی ترے دل پہ بتا تو کمبخت
ہائے اتنا بھی کوئی پوچھنے والا ہوتا

میرے گھر سے ٹلیں آ کے بلائیں کتنی
اے شب ہجر ترا منہ نہیں کالا ہوتا

مجھکو تسکین نہیں دو ہیں ایام وصال
تمنے جبتک مجھے یوں ہی یہ ٹالا ہوتا

اے غم یار مجھے تو نے کھلا کر کھایا
پہلے کھاتا تو ترے منہ کا نوالا ہوتا

آپ نے زلف کے عقدے تو بہت کھلوائے
میرا آساں سالک کام نکالا ہوتا

تم نے کچھ عشق کا انجام نہ سوچا اکبر
کیوں بگڑتی جو طبیعت کو سنبھالا ہوتا

اک جہاں شیدا ترا اے مہر طلعت ہو گیا
کی ترقی عشق نے ایسی طبیعت ہو گیا

جسقدر تیزی پہ آیا روز محشر آفتاب
اُس سے بڑھکر گرم بازار شفاعت ہو گیا

کر دیا میرے صفائے دل نے مجھکو آئنہ
اے حسیں تو دیکھ اب میں تیری صورت ہو گیا

کوچۂ محبوب حق سے اسکو نسبت کیا بھلا
وہ خسارے میں ہے جو خواہانِ جنت ہو گیا

کوئی کہدے جا کے اوس رشک مسیحا سے یونہیں
لیجئے وہ آپ بیمار رخصت ہو گیا

اہل وحشت کو بیابانوں سے طبعی انس ہے
بستر خار مغیلاں فرش راحت ہو گیا

مجھکو ہی رکھا نہ اس نے معرکہ میں سرخرو
خوں مرا گلگونۂ روئے شہادت ہو گیا

دل کڑا کر کے تصدق کر دی اوس پر جاں زار
نجل بھی پیارے لوگونکی ہمت ہو گیا

چُن لیا قاتل نے آج اکبر بھی کو بہر قتل
اب تو کچھ وہ بے مروت با مروت ہو گیا

ایک عالم اُس کو روتا ہی رہا
میں نہ سمجھا سرد و گرم روزگار
میرے ارمانوں کی کثرت دیکھنا
نفع اور نقصان میں ہی کیا بتاؤں
میرے دلمیں اُنکے مژگاں کا خیال
حرص جنت دن بدن بڑھتی گئی
ہم امید وصل پر جیتے رہے
کوچہ سفاک کب خالی رہا

اکبر اپنی نیند سوتا ہی رہا
عمر بھر ان کو سموتا ہی رہا
آسماں کو عذر ہوتا ہی رہا
اسقدر پایا کہ کھوتا ہی رہا
ایک برچھی سی چبھوتا ہی رہا
مفت زاہد عمر کھوتا ہی رہا
عہد پورا اُن کا ہوتا ہی رہا
اک نہ اک کا خوں ہوتا ہی رہا

جو ہنر اکبر نے یاں پیدا کیا
آسماں اُس کو ڈبوتا ہی رہا

میں نالہ کش جو اپنے وطن سے نکل گیا
ہوتی نہیں ہے کی بھی قدر اپنے شہر میں
تنہائی بہر عاشق صادق ضرور ہے

اِک عندلیب تھا کہ چمن سے نکل گیا
اللہ کا حبیب وطن سے نکل گیا
مجنوں اسی لئے تو وطن سے نکل گیا

نافہ سے باہر آکے ہوئی قدر مشک کی
اچھا رہا جو اپنے وطن سے نکل گیا

مثل گہر ہے آج سلاطیں پہ اُسکی جا
جو باکمال اپنے وطن سے نکل گیا

یاد آیا سرو سا جو وہ قد بھول سا عذار
میں بیقرار ہو کے چمن سے نکل گیا

جو شعر ہمنے وصف قد یار میں لکھا
ہر مصرعہ اپنا سرو چمن سے نکل گیا

اُس گل کو شوق بھولونکے گھنے کا جب ہوا
ہر گل اسی ہوا میں چمن سے نکل گیا

اکبر نقاب آج اٹھا روئے یار سے
شکرِ خدا کہ چاند گہن سے نکل گیا

سراپا درد ہے افسانۂ رنج و الم میرا
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سنکر حال غم میرا

لکھا ہے خط میں جو مضمون ضعف و ناتوانی کا
جلا ہی جا بجا رگ رگ کی کاغذ پر قلم میرا

جلو میں میرے قیس و کوہکن ہیں اور وحشت ہے
کوئی دیکھے نگاہِ غور سے جاہ و حشم میرا

مرا مذہب ہے عشق اور شرع ہی میری وفاداری
جہاں ہیں آستان یار ہے دیر و حرم میرا

رہیگا نام میرا عالم ایجاد میں برسوں
مٹا ئے لاکھ گردوں نقش ہستی یکقلم میرا

جو نکلے دیدار کا ارماں تو یہ بھی نکلجائے
رُکا ہے اسلئے ہمدم مرے سینہ میں دم میرا

کلیسا ہی حرم ہے دیر ہے یا یار کا گھر ہے
نہیں معلوم کس جا ہے سرِ تسلیم خم میرا

نہیں کھٹکا ہے اکبر مجکو روز حشر کا بالکل
کہ ہے حامی محمد مصطفیٰ سا نبیؐ ذو الاکرام میرا

کوئی ارمان مرے دل کا نکلنے ندیا
شوخیوں نے تری فقرہ بھی تو چلنے ندیا

پے بہ پے تیر نظر آئے سنبھلنے نہ دیا — چاندنی چوک سے بسمل کو نکلنے نہ دیا

جب سسکنے کا نہیں حکم تڑپنا کیسا — اتنا ارمان بھی قاتل نے نکلنے نہ دیا

بزم ہستی میں ابھی آکے تو ہم بیٹھے تھے — یوں اجل آئی کہ زانو بھی بدلنے نہ دیا

شب فرقت سے ہو حاصل مجھے کس طرح نجات — سخت جانی مرا دم بھی تو نکلنے نہ دیا

رحم کر پردۂ فانوس سے اے شمع نکل — اسقدر ظلم کہ پروانوں کو جلنے نہ دیا

یہ دبایا قد موزوں نے ترے طوبیٰ کو — باغ جنت میں اُسے پھولنے پھلنے نہ دیا

خوب نظارۂ قاتل رہا اکبرؔ تہ تیغ
ہاتھ رُک رُک گیا تقدیر نے چلنے نہ دیا

کیا بڑی سرکار تھی اور کیا بڑا دربار تھا — جسکا ناظر حق تھا اور جبریل ع خدمتگار تھا

یوں کہونگا جا کے محبوب خدا تیرا خیال — تیری فرقت میں مرا ہمدم تھا اور غمخوار تھا

میری آنکھیں ہوتیں آغوش حلیمہؔ یا نبی ص — میرا دل ہوتا جو تیری سیر کا گلزار تھا

بے طلب اللہ نے کیا کیا دیا معراج میں — طالع بیدار خوب احمد ص مختار تھا

تھا وہ محبوب خدا اور سب تھے عاشق اسلیے — سب رسولوں میں محمد ص مصطفیٰ سردار تھا

چاند سا چہرہ ترا اللہ کو آیا پسند — اے عرب کے نوجواں یوں تجھ پہ اتنا پیار تھا

آکے ٹکرایا ہے عصیاں کے جزیرہ میں جہاز — میرے مولا تیری اک ٹھوکر میں بیڑا پار تھا

اکبر شیدا اُسے جنت ملی بخشا گیا
جو کہ مداح حبیب ایزد غفار تھا

نکلی جو روح جسم سے پھر ہے بدن میں کیا
جب شمع بجھ گئی تو رہا انجمن میں کیا

وہ شعر کیا کہ دل میں جو نشتر چبھا نہ دے
ہو جسمیں بو نہ درد کی پھر اُس سخن میں کیا

ٹیڑھا جواب دیتے ہو تم سیدھی بات کا
یاد اک ادا یہی ہے تمہیں بانکپن میں کیا

حل کر دیا تبسمِ لب نے یہ مسئلہ
اب عذر آپکو ہے ثبوتِ دہن میں کیا

آ ہم دکھائیں داغِ جگر کی تجھے بہار
اے عندلیب سیر ہے تیرے چمن میں کیا

کیوں چومتے ہیں اسکو نکیرین بار بار
نام اُس کا ہے لکھا ہوا میرے کفن میں کیا

سو عہد اُسنے توڑے مگر پھر یقیں ہے
ہے معجزہ یہی لبِ پیمان شکن میں کیا

اے اہل عقل اسکا مزا یوں نہ آئیگا
دیوانہ بنکے دیکھو ہے دیوانہ پن میں کیا

جو نافہ ہے وہ کاکلِ مشکین کی ہے گرہ
صد رنگ کیا ہے اور ہے رنگِ سمن میں کیا

تم مال دار ہو نہ ہنرور نہ باکمال
اکبر تمھاری قدر ہو ملکِ دکن میں کیا

خوفِ عصیاں سے خدا کے پاس روتا جاؤنگا
اشک سے داغِ گنہ دامن کے دہوتا جائیگا

ہائے اس دارِ فنا میں کیا اسی صورت سے میں
عمر کھوتا جاؤنگا برباد ہوتا جاؤں گا

اے زلیخا میرا یوسف آئیگا ہمراہ خواب
جاگتی جائیگی قسمت اور میں سوتا جاؤنگا

کیوں ستاتا ہے فلک بھجوائیگا تو میں اگر
سید کونین کی تربت پہ روتا جاؤں گا

بعد مردن مدح خوانی کا رہیگا سلسلہ
خلد میں بھی نعت کے موتی پروتا جاؤنگا

امتِ احمد ہوں ہر سے لیکر مجھے آغوش میں
لوریاں گائینگی حوریں اور میں سوتا جاؤنگا

لے چلو اے قافلے والو مدینہ کی طرف
میں وہ اکبر ہوں تمہارے پانوں ہوتا جاؤنگا

سرمہ جو زیبِ چشمِ سیہ فام ہو گیا
فتنہ سوار ابلق ایام ہو گیا

آیا جو سیر کو لبِ ساحل وہ بادہ نوش
دریا میں جو حباب اُٹھا جام ہو گیا

ٹکڑے دل و جگر کے اڑانے سے فائدہ
اے تیغ ناز اب تو مرا کام ہو گیا

اُس زلف کے خیال نے آخر وہ دل کیا
ٹھنڈا چراغ عمر سر شام ہو گیا

ملتے نہیں وہ ہم سے اب اتنے ضعیف ہیں
لبریز عمر خضر کا بھی جام ہو گیا

ہم ابتدائے عشق ہی میں ہو گئے تمام
آغاز جسکو سمجھے تھے انجام ہو گیا

قاصد نے بعد مرگ جو لایا جواب شوق
پیغام یار موت کا پیغام ہو گیا

حاصل ہوئی ہے یہ برکت نعت پاک سے
اکبر ترا بھی شاہ سخن نام ہو گیا

یہ کسکو دیکھتے ہی اڑے ہوش نقشِ پا
حیرت میں ہیں جو جادۂ خاموش نقش پا

جاتے نہ غیر میرا نشاں دیکھ کر یہاں
رہتا جو کاش مجکو ذرا ہوش نقش پا

بیحس پڑے ہیں خاک پہ ٹلنے کیوں لگے
کیا درد دل کہیں لب خاموش نقش پا

عزت ہے خاکساروں کی مجھ خاکسار سے
ہے میری خاک زینت آغوش نقش پا

افتادگان خاک کا دشمن ہر اک جہاں
باد صبا مڑوڑتی ہے گوش نقش پا

یہ رشک آہ خاک میں ہمکو ملائے گا
اونکا قدم ہو اور ہو آغوش نقش پا

اہل نشاں کو جھیلنی پڑتی ہیں سختیاں
جز ٹھوکروں کے کیا ہی خورد و نوش نقش پا

اے چرخ بدشعار بس اب روک آنہ ہیاں
مٹی میں مل چکا ہی تن و توش نقش پا

بربادیوں کا حضرتِ اکبر کی ذکر کیا
مدت سے اُنکی خاک ہے ہمدوش نقش پا

تو نے خنجر مری گردن پہ نہ پھیرا اچھا
اچھا اچھا ارے او جان کے لیوا اچھا

سیر اچھی ہی ہجوم اچھا ہے میلا اچھا
حق تو یہ ہے کہ ہے دنیا کا تماشا اچھا

درد جب اُٹھتا ہے تو مجکو ہی اٹھا دیتا ہی
ناتوانی کے لئے ہے یہ سہارا اچھا

واہ کیا خوب مرے دل کی لگی ہی قیمت
کہتے ہیں مفت اگر دو تو ہے سودا اچھا

ایک وہ لاکھوں خریدار پڑے نرخ نہ کیوں
اور پھر نام خدا مال ہے کیسا اچھا

مُول لو تم مرا دل کھوٹے ہی داموں کو سہی
مجکو سو فائدوں سے ہی یہ خسارا اچھا

چار دیوار چمن اپنے لیئے زنداں ہے
ہم سے دیوانوں کو ہے باغ سے صحرا اچھا

روح سے بڑھکے ترا نیمچہ پیارا ہے مجھے
رگِ جان سے تری تلوار کا دوڑا اچھا

شیخ ہو یا کوئی سید ہو کوئی ہو اکبر
خوش رہے جس سے خدا ہے وہی بندہ اچھا

اُس بت سفاک پہ جبتک کہ دل آیا نہ تھا
چین سے اپنی گذرتی کوئی کھٹکا نہ تھا

حال میرا اُنکے کیوں جامہ سے باہر ہوگئے
وہ تو قسمت کا گلہ تھا آپ کا شکوا نہ تھا

غرض مطلب پر بتِ کافر نے جھنجلا کر کہا
پھر نہ کہنا یہ کہ کلمہ تیرا گستاخانہ تھا

دیکھتا تھا جسکو میں پاتا تھا اپنا ہی رقیب
چلدیے مقتل سے مجکو نیم بسمل چھوڑکر
میرے مرنیکی خبر سنکر کہا اس شوخ نے
دوڑ کر سر اپنا زیر تیغ قاتل رکھدیا
باتوں باتوں میں مرے وعدہ کو ٹالا حشر تک
میری گردن پر چلا رک رک کے وقت ذبح بھی
دھانی جوڑا زیب قامت تھا دم گلگشت باغ

ایک عالم اُس پریوش پر کبھی دیوانہ تھا
یہ بھی تھی اونکی ادا انداز معشوقانہ تھا
مرگیا اچھا ہوا وحشت زدہ دیوانہ تھا
یہ بھی اپنا ایک جوشِ ہمت مردانہ تھا
کون کہتا ہے کہ وہ چلتا ہوا پر زانہ تھا
خنجر قاتل کا یہ انداز معشوقانہ تھا
ہر قدم پر احتمالِ لغزشِ مستانہ تھا

اک طرف رہتے دیر میں مسجد میں شیخ و برہمن
اک طرف یہ حضرتِ اکبر تھے اور میخانہ تھا

حسن اپنا جو دکھانا اُسے منظور ہوا
جلوۂ حسن محمدؐ نظر آیا گل میں
شمع انوار محمدؐ سے ہے روشن عالم
جب اُٹھا پردۂ پندار ہوا وصل اُن کا
تیرے جلوہ کا تحمل ہے کسے اے محبوب
پر تو افگن ہو وہی نور ہر اک ذرے میں
نہ سہی وصل یہی ہجر ہے اب اپنا وصال
کیا کہیں وہ دل غم دوست ملا ہے ہمکو

پردۂ صورتِ انسان میں وہ مستور ہوا
جسطرف آنکھ اُٹھائی وہی منظور ہوا
جلوہ فرمائے سر طور یہی نور ہوا
اُس سے نزدیک ہوا آپ سے جب دور ہوا
جل کے خاک ایک جھلک میں جبل طور ہوا
لامکاں نور سے جس نور کے پر نور ہوا
وہی بہتر ہے جو کچھ آپ کو منظور ہوا
تادم مرگ بھی دم بھر کو نہ مسرور ہوا

کیسا محبوب ہے میرا نہیں کھلتا اکبر
روشنی دل میں ہوا آنکھوں میں وہ نہ ہوا

کبھی جو قاتل نے قتل میں کی تو مجھ سے اُس سے کلام ہوگا
رہا جو تسمہ میں بھی کوئی باقی تو پھر یہ جینا حرام ہوگا

وہاں پہنچ جانا ہے سہی ہم اُسکی تہ کو سمجھ رہے ہیں
یہ کوہ کہتے ہیں طور جسکو کبھی کسی مہ کا بام ہوگا

ہمارا جذب محبت ایسی کشش دکھائیگا شک نہیں ہے
خدا نے چاہا تو دیکھ لینا وہ بت کسی روز رام ہوگا

عدم کا ہستی سے فاصلہ کیا بہت ہی چھوٹا سا یہ سفر ہے
ہم اسکا اندازہ کر چکے ہیں یہ بُعد بس ایک گام ہوگا

بپا ہے میداں میں حشر برپا صفیں بھی ہر سُو بندھی ہیں
خبر لگی ہے جو عاشقوں کو کہ آج دیدار عام ہوگا

وہ جلوہ گر آج تخت پر ہیں نقاب رخ سے اٹھا ہوا ہے
اب اے امین عشاق نذر لیکر قبول سبکا سلام ہوگا

کسی نے وعدہ کیا ہے شب کا یقین ہمکو بھی آگیا ہے
الٰہی کس وقت شام ہوگی الٰہی کب دن تمام ہوگا

خوشی ہمیں اپنے قتل کی ہے نہیں ہے جینے کی اب تمنا
تمہیں زمانہ کہیگا قاتل ہمارا جانباز نام ہوگا

جبکہ آ کر اُسکی گلی میں بیٹھے تو پھر ہے اُٹھنا محال اکبر
یہیں رمائی ہے ہم نے دھونی یہیں ہمارا قیام ہوگا

ہوئے طریق اہل عدم رسم و راہ کا
یہ لوگ وعدہ کر کے گئے تھے نباہ کا

ہم وہ جری ہیں منہ پہ اٹھاتے ہیں زخم تیغ
ہے ناگوار داغ سپر کی پناہ کا

کس کے خدنگ ناز نے کی توڑ میں کمی
سینہ میں میرے شور ہے اک آہ آہ کا

جی میں ہے اسکو پہلو میں رکھوں بچائے دل
ملجائے سنگ در جو تری بارگاہ کا

کیا ہوگا دیکھ لو گے جو بسمل کو اک نظر
بھر جائیگا لہو سے نہ دامن نگاہ کا

بد نظر جو گوہر دندانِ یار ہیں
لبریز موتیوں سے ہے دامن نگاہ کا

اے مہر حسن تیری تجلی کہاں نہیں
ہر ذرہ اک جہان ہے اس جلوہ گاہ کا

اعجاز عیسوی ہی ترے لب کی ایک بات
جادو ہی شعبدہ تری چشم سیاہ کا

اکبر حجاب منزل مقصود ہے اگر
بدنام ہو کے نام مٹا عز و جاہ کا

میری کیفیت کا افسانہ ہی حالِ نقشِ پا
میری ہستی ہی زمانہ میں مثالِ نقشِ پا

مستعد ہے ہر قدم اسکے مٹانیکے لیے
آسماں کے دل میں ہی گرد ملالِ نقشِ پا

ہمکو ملتا ہے بھلا کب غیر کے گھر کا سراغ
وہ دمِ رفتار رکھتے ہیں خیالِ نقشِ پا

بہر عبرت صاحب نام و نشاں کیواسطے
سرمہ چشم بصیرت ہے زوالِ نقشِ پا

بخت چمکا یا یہ کس خورشید رو کی پاؤں نے
طعنہ زن ہے ماہ تاباں پر جمالِ نقشِ پا

صاحب نام و نشاں مٹتے ہیں اور انکے لئے
ہے زوالِ نقشِ پا بہر کمالِ نقشِ پا

بچکے چلتے ہیں وہ میرے نقشِ پا سے راہ میں
ڈر یہ ہی باہم ہو جائے وصالِ نقشِ پا

ظاہری ترکیب پر اُسکی نظر کرتے نہیں
دیکھتے ہیں دیکھنے والے مآلِ نقشِ پا

لذتِ افتادگی کا ہے نمک گم گشتگی
خاک میں ملجائیگا **اکبر** مثالِ نقشِ پا

نظارہ عبادت ہے رُخ پاک علی کا
یہ مصحفِ ناطق ہے رسول عربی کا

دو جسموں میں ایک روح نظر آتی ہے مجکو
نظارہ جو کرتا ہوں نبی اور علی کا

اُس روے کتابی کی صحیحین سے تشبیہ
اے اہل حدیث اس میں گمان ہے غلطی کا

واللہ کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے
ہے ایک سا ہی حسن نبیؐ اور علیؑ کا

پیمانۂ دل پُر ہے مئی حب علیؑ سے
کچھ غم نہیں محشر کی ہمیں تشنہ لبی کا

روشن ہوا اللہ کا گھر اس کی چمک سے
کیا جلوہ ہے شمع رخ پر نور علیؑ کا

اک میں ہی نہیں شیفتۂ عارض رنگیں
جبریلؑ بھی بلبل ہے گل روے علیؑ کا

رویا میں بہت باغ میں شمشاد سے ملکر
تھا شیفتہ سرو چمن مطلبی کا

اندیشہ ہو کیا روز جزا کا مجھے اکبر
دامن ہے مرے ہاتھ میں احمدؐ کے وصی کا

سبق پڑھتا ہی گیسو مصحف رخسار جاناں کا
خدا کی شان کافر کو ہوا ہے عشق قرآں کا

مرا آب خجالت آتش دوزخ کو کافی ہے
مری تردامنی عالم دکھائیگی زمستاں کا

جنوں کے ہاتھ سے اب عزت دیوانگی میری
کہ مجھ سے نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیاباں کا

قم عیسی لب معجز نما کا ایک لٹکا ہے
قیامت ایک فتنہ ہے کسیکی چشم فتاں کا

ڈبویا بیکسی نے بحر یاس و نا امیدی میں
سفینہ تھا دل حسرت زدہ اندوہ و حرماں کا

یہی باقی رہا ہے اک رفیق درد تنہائی
کہیں اپنے نا امیدی خون ہوجائے نہ ارماں کا

تجھی کو دیکھکر بیخود ہوئے تھے حضرت موسیؑ
وہ تو ہی تھا کہ جسنے طور پر پردہ سے جھانکا

تحیر خیز تھا جلوہ ترا اے مجمع خوبی
ابھی دیکھے بھلا یہ حوصلہ کیا جن و انساں کا

محمدؐ کی شفاعت حق کی رحمت کا بھروسہ ہے
مجھے اکبر نہیں ہے خوف اصلا جرم و عصیاں کا

عرصۂ حشر سے بھی طول ہے دفتر اپنا
یا خدا عرض کروں حال میں کیونکر اپنا

وہ کہے جاتے ہیں اپنی ہی میں سنتا ہی نہیں
کم تو کر شور یہ ہنگامۂ محشر اپنا

اُن کے آنے سے ذرا پہلے تو سینہ میں تھا
کھو گیا اب نہیں ملتا دل مضطر اپنا

ہاتھ رکھ لینے دو سینہ پہ ٹھہر جاؤ ذرا
تم جو اُٹھے تڑپ اُٹھا دل مضطر اپنا

مدتوں سے تھی ابھی دل کی قیامت مشتاق
آج انداز دکھا دیجئے چلکر اپنا

اس سے ہوتی ہی نہیں گردشِ ایام جدا
کیا کروں کس سے بدل لاؤں مقدر اپنا

مر گئے مٹ گئے برباد ہوئے خاک ہوئے
نہ ہوا پر نہ ہوا ہائے وہ دلبر اپنا

اُسکے آئینہ میں وہ شوخ حسیں منہ دیکھے
چشمۂ خضر میں منہ دھوئے سکندر اپنا

غیر کچھ جانتا ہے سحر ضرور اے اکبر
وہ ہی باتوں میں اسے کر لیا کیونکر اپنا

کسقدر ثابت قدم اللہ اکبر میں رہا
اُف نہ کی جب سر جھکائے زیرِ خنجر میں رہا

اللہ اللہ راہِ الفت میں یہ میرا جوشِ دل
ہر قدم پر کھینچتا جاتا تھا رہبر میں رہا

کسقدر حیرت فزا تھا جلوۂ برقِ جمال
صورتِ تصویر اُنکے آگے شب بھر میں رہا

ضعف اُٹھنے کی اجازت بھی نہیں دیتا مجھے
ساتھ اُنکے تو چلی اے جان مضطر میں رہا

وائے ناکامی کہ وہ آئے بھی اور چل بھی دئے
خواب میں مصروف ہمراہ مقدر میں رہا

کس روش پر تھا خراب آباد عالم کیا بتاؤں
شبنم آسا گلشنِ دنیا میں دم بھر میں رہا

سختیاں جھیلیں اُٹھائے رنج و غم حد سے سوا
گر رہا اسطرح دنیا میں تو پتھر میں رہا

راہ پر آیا نہ اکبر وہ بتِ عیار ہائے
عمر بھر اُس کو پڑھاتا ڈیڑھ ابجد میں رہا

قدِ موزونِ حضرت میں ہے جلوہ کس قیامت کا
فرشتوں کو یہاں دعویٰ نہیں ہے استقامت کا

ہوا ہے شور عالم میں بپا کس کی ملاحت کا
کہ قصہ بے نمک ہے یوسفِ مصری کی صورت کا

جگایا آپکو روح الامیں نے کیا شبِ اسریٰ
نصیبہ سوتے سوتے جاگ اُٹھا کیا امامت کا

تڑپ جاتا ہے دل پہلو میں یاد آتا ہے جب روضہ
مدینہ کی جدائی سامنا ہے مجکو آفت کا

ہر ایک کوچہ وہاں کا غیرتِ وادی ایمن ہے
مدینہ میں ہے جلوہ ہر طرف شمعِ نبوت کا

خیالِ روئے حضرت میں نہیں کچھ سوجتا مجکو
جمالِ پاک نے آئینہ دکھلایا ہے حیرت کا

خیالِ قامتِ حضرت نہیں جاتا مرے دل سے
رہا کرتا ہے مجکو سامنا ہر دم قیامت کا

مدینہ مجھسے کیا چھوٹا کہ نقدِ ہوش کھو بیٹھا
ترقی پر ہے عالم اندنوں کچھ اپنی وحشت کا

نہیں کٹتی کسی پہلو شبِ ہجرِ نبی اکبر
دکھایا انتظار اس صبح نے صبحِ قیامت کا

دنیا دیکھی زمانہ دیکھا
تجھکو سب میں یگانہ دیکھا

مے بھی پی مے خانہ دیکھا
ربطِ خم و پیمانہ دیکھا

سب کچھ دیکھا آنکھ سے اپنی
تجھکو اگر جانانہ دیکھا

دیکھا تیرا جلوہ مہوش
نازِ معشوقانہ دیکھا

کیسی کیسی صورتیں دیکھیں
دل کو آئینہ خانہ دیکھا

گردش چشم ستمگر دیکھی
پلٹا کھاتے زمانہ دیکھا

ساتھی ہم نے تجھکو پایا
سب مطلب کا زمانہ دیکھا

حشر کے وعدہ پر ٹالا ہے
دم بازوں کا بھانہ دیکھا

ہم نے چشم مست کا تیری
ایک عالم مستانہ دیکھا

دل کی جلن سے آگ میں کودا
کیوں سوزِ پروانہ دیکھا

کیا کیا عشق میں سختی جھیلی
اکبر کو مرادانہ دیکھا

کیوں انمیں نظر بنکے سمایا نہیں جاتا
تم نور ہو اور آنکھوں میں آیا نہیں جاتا

غیروں سے تو کیا درد محبت کا بیاں ہو
یہ حال تو اپنوں کو سنایا نہیں جاتا

صورت یہ گرا دل نے کہا دیکھ کے انکو
اس حسن کا انسان بنایا نہیں جاتا

اللہ رے بیمار محبت کا ترے ضعف
اب ہوش میں بھی آپ سے آیا نہیں جاتا

رخسار جو ہیں سرخ تو رخ پر ہے پسینہ
رنگت کا بھی بوجھ ان سے اٹھایا نہیں جاتا

دم توڑنا ہو نہیں جانکی پڑی ہے
اسوقت تو یہ ناز اٹھایا نہیں جاتا

بت بنگئے ہم جل گیا جادو یہ بتوں کا
بت خانہ سے اب کعبہ کو جایا نہیں جاتا

اکبر چلو سر خنجر قاتل پہ چڑھا دیں
اب ضعف سے یہ بار اٹھایا نہیں جاتا

زلف کافر میں رہا چشم فسونگر میں رہا
ایک دل ناشاد لاکھوں فتنہ و شر میں رہا

سینکڑوں ہی اُس گل خوبی کے طالب ہو گئے
یہ نیا سودا مگر بازار محشر میں رہا

دل سبھی رخصت ہو گئے ہوش و خرد صبر و قرار
وہ ہوا ویران تیرا دھیان جس گھر میں رہا

تمکنت میں بانکپن ہے اور زینت ہو گئی
ایک عالم یار کے برگشتہ تیور میں رہا

ہوش سب کے گردشِ چشم فسونگر نے اُڑائے
باخبر کوئی بھی ساقی دور ساغر میں رہا

وہ ستمکش ہوں کہ حال ضبط میرا دیکھ کر
مدتوں حیرت سے چشم پیر جگر میں رہا

پھر خدا ہی ہے نگہبان چرخ کی بنیاد کا
گر یہی طوفاں کا عالم دیدۂ تر میں رہا

جلوہ گاہِ یار میں یہ مجمع عشاق ہے
حشر کے دن بھی یہی سودا مرے سر میں رہا

منتخب غیروں نے اچھے اچھے اختر کر لئے
یہ زحل منحوس اکبر کے مقدر میں رہا

رنگ اپنا نہ جما اوں پہ اثر کچھ نہ ہوا
خون رونے سے بھی اے دیدۂ تر کچھ نہ ہوا

روز ٹلجاتا ہے دیدار کا وعدہ کل پر
اب تک اس کا اثر اے اہل خبر کچھ نہوا

یہ سمجھتا تھا کہ مر جاؤنگا میں ہجر کی شب
حیف زندہ ہی رہا تا بہ سحر کچھ نہوا

صلح کل والے ہی انسان کہے جاتے ہیں
شر کیا جسنے کسی سے وہ بشر کچھ نہوا

وار اس تیغ ادا کا کبھی خالی نہ گیا
منہ پہ لی ہمنے کئی بار سپر کچھ نہوا

وصل کا خاتمہ صد شکر ہوا صلح کے ساتھ
چین سے رات بسر ہو گئی شر کچھ نہوا

وہی موتی ہے جو ہو صرف ترے زیور میں
جو نہ ان کانوں تک آیا وہ گہر کچھ نہوا

آنکھ کی بند یاں اور وہاں جا پہنچے — منزل ملک عدم کا تو سفر کچھ نہ ہوا

کیا کہیں زور نہ قسمت پہ چلا اے اکبر
کوششیں وصل کی لاکھوں ہوئیں پر کچھ نہ ہوا

بوسہ لیتا ہے جام اس لب کا — اور میں تک رہا ہوں منہ کب کا
تختۂ مشق وہ بنائیں کسے — کوئی ملتا نہیں ہے اس ڈھب کا
ہوتی جاتی ہے شہرت اس بت کی — خاتمہ اب بخیر ہو سب کا
آپ تشریف لائے اچھے وقت — ورنہ ہو ہی چکا تھا میں کب کا
میکدہ میں یہ مستیاں اے شیخ — خوف کر بندہ خدا رب کا
ہو گیا خون آرزو افسوس — کام نکلا نہ کوئی مطلب کا

آگے اکبر کے ناطقہ ہے بند
حضرت ناظم اور کوکب کا

اتنا بھی نور تھا تجلی تھی کہ جلوہ کیا تھا — یاد ہے طور کی اے حضرت موسیٰ کیا تھا
مجھ پر اس حسن کی بجلی نگری وائے نصیب — غیر ہی آپ کا ایک محو تجلی کیا تھا
تھی نہ غیروں سے جو منظور لگاوٹ تم کو — تمہیں کہدو کہ پھر ان سے یہ اشارا کیا تھا
اے جنوں ضعف اگر مجھکو نہ مانع ہوتا — آگے وحشت کے مری دامن صحرا کیا تھا
اے فلک داغ عزیزاں جو دکھایا تو نے — کم مرے واسطے یہ داغ اجا کیا تھا
سرو جنت تھا کہ طوبائے بہشت امید — قبر لیے کچھ تو کہو وہ قد رعنا کیا تھا

بیٹھے جاسیئے گا رات بہت باقی ہے
اور اگر ایسی ہی عجلت ہے تو آنا کیا تھا

لے گیا آپ کو اُس سے ناقۂ لیلیٰ تا قیس
دیکھ لیجے کہ محبت کا تقاضا کیا تھا

کوئے جانانہ سے کیوں دشت کو جاتا اکبر
میں بھی مجنوں کی طرح عاشق لیلیٰ کیا تھا

فلک تیرا چکر ہے کس کام کا
یہ ناز اے ستمگر ہے کس کام کا

مری مشکل آساں نہ جب کر سکا
تو پھر تیرا خنجر ہے کس کام کا

نہ ہو جس میں سودا ترے عشق کا
تو اے شوخ وہ سر ہے کس کام کا

پہنچکر بھٹک جائے منزل پہ جو
وہ اے خضر رہبر ہے کس کام کا

جو آبِ بقا سے بھرے تشنہ کام
تو بختِ سکندر ہے کس کام کا

صنوبر سے اچھا ہے قامت ترا
مگر یہ صنوبر ہے کس کام کا

مرے نامۂ شوق کو دیکھ کر
وہ بولے یہ دفتر ہے کس کام کا

اگر تم وہاں بھی نہ مجھکو ملے
تو پھر روزِ محشر ہے کس کام کا

نہیں آب و دانہ تمہارا وہاں
اب اکبر وہ لشکر ہے کس کام کا

اگر میں وصف لکھوں زلفِ مشکینِ پیمبر کا
دوات اپنی ابھی بنجائے نافہ مشک اذفر کا

کمی سی کچھ ہمارے آنسوؤں میں پائی جاتی ہے
ہمیں رونا پڑا ہے آبروئے دیدۂ تر کا

تصور سے خال و خط کا ہی آٹھوں پہر دیکھیں
ستارہ آج کل ہی اوج پر اپنے مقدر کا

حسینِ تشنہ کی یاد میں آنسو ٹپکتے ہیں
جھلکتا ہے مری آنکھوں سے پانی حوضِ کوثر کا

کہاں یہ نورِ چشمِ ظاہری میں اُسے دیکھے
فروغِ دیدۂ معنی ہے سایہ جسمِ اطہر کا

تری شیریں بیانی کا مزا لکنت سے دونا ہے
کہ ہر ہر لفظ میں ہے ذائقہ قندِ مکرر کا

فقیر بینوا ہوں دین و ایماں نذر کرتا ہوں
اگر ہو جائے ساقی حکم مجکو ایک ساغر کا

فروغ اسکو ترے رُخ کے مقابل ہو یہ ممکن ہے
رہے گا سرد بازار آفتابِ روزِ محشر کا

ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قسمت راہ پر آئی
پتہ وہ پوچھتے تھے آج اے اکبر ترے گھر کا

کیا کہیں کسکی ہمیں یاد دلاتی ہے گھٹا
اک بلا آتی ہے فرقت میں جب آتی ہے گھٹا

تم نہو پاس تو ہر کس کو خوش آتی ہے گھٹا
کہاں جاتی ہے یہ بجلی تو ڈراتی ہے گھٹا

کسی آفت زدہ بیکس پہ چڑھائی ہے ضرور
ہائے کیا کیا مجھے دیوانہ بناتی ہے گھٹا

کبھی دل تھام کے اُٹھتا ہوں کبھی گرتا ہے
توپ خانہ لئے ہمراہ جو آتی ہے گھٹا

ہائے ہوتا ہے جو آغوشِ تمنا خالی
آٹھ آٹھ آنسو شبِ فرقت میں رلاتی ہے گھٹا

کوئے قاتل میں برسنے کیلئے جاتی ہے
کسکے رخسار کا پردہ یہ اٹھاتی ہے گھٹا

آج جی بھر کے پلا دے مئے گلگوں ساقی
وہ پہاڑوں میں گرجتی ہوئی آتی ہے گھٹا

ہاں تو ہی ہجر کے داغوں سے یہ دل رشکِ چمن
مژدۂ موسمِ گل کسکو سناتی ہے گھٹا

اس سیاہی میں یہ کیا چیز چمک جاتی ہے
کسکے رخسار کا پردہ یہ اٹھاتی ہے گھٹا

تیری فریاد خدا سے یہ کرے گی جا کر
جانبِ قبلہ جو روتی ہوئی جاتی ہے گھٹا

وہ نہیں ہیں پاس اکبر تو بقول اُستاد داغ
ہم تڑپاتی ہے بجلی اور رُلاتی ہے گھٹا

ہند سے ہم کو نکال اور مدینہ دکھلا
یا خدا کعبۂ مقصود ہمارا دکھلا

یا خدا جلد جمالِ شہ بطحا دکھلا
ڈھونڈھتی جسے یہ آنکھ وہ جلوہ دکھلا

عمر آخر ہوئی مرنیکے قریب آئے دن
یا خدا اب تو مجھے جلد مدینہ دکھلا

سرکشی سرو کی مجھ سے نہیں دیکھی جاتی
باغ میں چلکے تو اپنا قد رعنا دکھلا

ہو کبھی تو شب تاریک مری نورانی
ایکدن تو مجھے وہ چاند سا مکھڑا دکھلا

مار ڈالا ہے مجھے آنکھوں کی جادو نے ترے
آج عیسیٰ النفسی اپنی مسیحا دکھلا

حسن پر اپنے بڑا حور ارم کو ہے ناز
اے صنم بہر خدا اپنا سراپا دکھلا

مرقدِ پاک شہنشاہِ حسینؓ ابن علیؓ
انہیں آنکھوں سے مجھے امیری مولا دکھلا

آرزو ہے نجف اشرف کی بہت اکبر کو
یا الٰہی اسے اب جلد وہ روضہ دکھلا

سر جھکا ہے اسکے آگے ہر جوان و پیر کا
واہ کیا اقبال ہے قاتل تری شمشیر کا

کیا نوشتوں میں کوئی فرہاد کا تھا خیال
کہکشاں پر جو عیاں عالم ہے جوئے شیر کا

بسکہ خوفِ سخت جانی ہائے بسمل ہے اُسے
سینۂ شمشیر میں دم بند ہے شمشیر کا

موت نے بخشا ہے کیا انعام شاہانہ مجھے
ہے عدم آباد اک ٹکڑا مری جاگیر کا

میں جبیں سائی کیا کرتا بتوں کے پاؤں پر
ہائے مٹجاتا اگر لکھا ہوا تقدیر کا

میں ہوا جوش جنوں میں اسقدر گرم فغاں
حلقہ حلقہ گل گیا ہے پاؤں کی زنجیر کا

جاں بلب ہوں آئیے صورت دکھا دیجے مجھے
مہرباں یہ کون موقعہ ہے بھلا تاخیر کا

سیدھا آیا اور مرے دلمیں نشانہ ہو گیا
اے قدر انداز کیا کہنا ہے تیری تیر کا

ہے یہی بہتر کہ اب اکبر کو چپ رہنے ہی دو
دیکھو دیکھو منہ نہ کھلواؤ کسی دلگیر کا

جلوہ گر دلمیں نہیں ہے وہ رخ پر نور کیا
حضرت موسیٰ چلے ہیں آج سوئے طور کیا

منعمو اس مال و دولت پر ہو تم مغرور کیا
لیگئے ساتھ اپنے مر کر قیصر و فغفور کیا

پھر مزا دینے لگی ہے لذتِ دردِ جگر
چھل گیا ہے پھر ہمارے زخم کا انگور کیا

ہے چراغ خانۂ مرقد ہر اک داغ جگر
انسے بڑھکر روشنی میں ہوگی شمع طور کیا

یہ جگہ وہ ہے فرشتوں کی جہاں جلتے ہیں پر
غیر کوئی یار میں رکھے قدم مقدور کیا

صورت موسیٰ عمراں ایک عالم غش میں ہے
اٹھ گیا رخ سے نقابِ عارضِ پر نور کیا

آجتک نرگس ہے سرشار شراب بیخودی
دیکھلی ہے اس نے تیری نرگسِ مخمور کیا

ہے عبث لوگوں کو فکر زادِ راہِ آخرت
دو قدم کی راہ ہے ملک عدم ہے دور کیا

اپنے ہی دل پر نہیں ہے اسکو اکبر اختیار
اور بڑھکر اس سے ہوگا آدمی مجبور کیا

دلمیں وہ بحر لطافت جلوہ فرما ہو گیا
بند کس خوبی سے اس کوزہ میں دریا ہو گیا

جب ملا بندہ خدا سے کیا کہوں کیا ہو گیا
قطرہ دریا میں پہنچکر عین دریا ہو گیا

ندیاں ایسی مرے اشک ندامت سے بہیں
عرصۂ محشر میں اک طوفان برپا ہو گیا

بعد غسل اب جامۂ نو اقربا پہنائینگے
رخت ہستی تیرا دنیا میں پرانا ہو گیا

او ستمگر ہو گیا تیرا قتیل ناز سرد
لے کلیجہ تیرا قاتل اب تو ٹھنڈا ہو گیا

دونوں عالم کے تماشے اسمیں آتے ہیں نظر
جام جم ہے دل کسیکا گر مصفا ہو گیا

کہتے ہیں کیا منہ لگا کر نقطۂ موہوم سے
کھل گیا عقدہ دہن کا تو جو گویا ہو گیا

کل شیٔ یرجع کے کھل گئے معنی مجھے
میں مسافر جسگھڑی ملک بقا کا ہو گیا

جب پڑی اکبر نظر اپنی جمال یار پر
دیدۂ مشتاق اپنا چشم موسیٰ ہو گیا

ردیف ب

مرحبا صل علیٰ عزت و شان محبوب
بنگیا عرش معلیٰ پہ مکان محبوب

کہیں آیہ کہیں یٰسین کہیں مزمل
خوب قرآں میں لکھی نام و نشان محبوب

پاس بلوا کے دو عالم کا بنایا مختار
ذات باری ہی فقط مرتبہ دان محبوب

آئیگی قبر سے بھی ہائے محمدؐ کی صدا
لیچلے قبر میں ہم درد نہان محبوب

اسلئے ملتی ہے دربار خدا میں کرسی
کہ بڑی عرش معلیٰ سی ہے شان محبوب

شغل اللہ میں تھی رغبت اصحاب کبار
دلکش عشق تھے اعجاز بیان محبوب

نہ رہی دہشت تاریکیٔ مدفن اکبر
ہوگا مدفن یہ مرا داغ نہان محبوب

ہے ہماری روح شبنم روئے دلبر آفتاب
کھینچ لیگا اسکو جب نکلا چمک کر آفتاب

آپ کا یہ نقشِ پا کردے نہ محشر کو بپا
اسکو دیکھا اور اُتر آیا زمیں پر آفتاب

ہے کسی پردہ نشیں کی بیشک اسکو جستجو
کچھ تو باعث ہی جو یاں پھرتا ہے گھر گھر آفتاب

جلوہ گاہِ یار کا عالم نظر آیا کچھ اور
کھو گیا ہے ملکے ذرّوں میں یہاں پر آفتاب

میرا داغِ ہجر بھی تو ہوگا آخر میرے ساتھ
دیکھنا ہے حشر میں نکلیگا کیونکر آفتاب

نقشِ پائے آپکے دونوں کو ہیچ و کردیا
ماہ تو گردش میں ہے کھاتا ہے چکر آفتاب

یہ تری خاکِ قدم کا ذرّہ ہے معلوم ہے
ہو گیا چرخِ چہارم پر پہنچکر آفتاب

حُسن کی گرمی بھی آخر جوانی کی ہے دھوپ
دن چڑھا آنے لگا ہے منہ کے اوپر آفتاب

یہ ہے نشانِ بوترابی یہ ہے فیضِ لم یزل
کر دیا ہے جسنے ہر ذرّہ کو اکبر آفتاب

ردیف پ

ہونگے آگاہ جو اس عشق کے انجام سے آپ
پھر کھنچیں گے نہ کبھی عاشقِ ناکام سے آپ

میں وہ میکش ہوں جو میخانہ میں رکھتا ہوں قدم
جوش پر آ کے ابل پڑتی ہے مے جام سے آپ

ہو سکا ضبط نہ آخر نکل آئے آنسو
مے عشق چھلکنے لگی اس جام سے آپ

مجھے امید نہیں مطلبِ دل بر آئے
عشق کر بیٹھے ہیں اچھے بتِ خود کام سے آپ

غیر بدکار سہی کیجیے ترک صحبت
نہیں ملتے ہیں اگر عاشقِ بدنام سے آپ

غیر کے ساتھ کیا عزم گلستاں کیا خوب
اچھی خاطر تو یہی بیٹھو تھے آرام سے آپ

پوچھئے پہلے نزاکت سے وہ کیا کہتی ہے
چل سکیں گے نہ زیادہ کبھی دو گام سے آپ

آئینہ دیکھئے اور اسکا نظارا کیجئے
دل کو بہلائیے اپنے رُخ گلفام سے آپ

مر کے بھی ہوگی غم دل سے نہ فرصت اکبر
سونے پائینگے لحد میں بھی نہ آرام سے آپ

ردیف ت

کیوں نہ معراج میں ہو دھوم بڑی آجکی رات
لیجئے جھولوٹ پڑی رحمت حق آجکی رات

آپکے پائے مبارک نے وہ زینت بخشی
کہکشاں بنگئی موتی کی لڑی آجکی رات

بھیجتے ہیں گل رخسار محمد پہ درود
پتیاں ٹہنیاں پھل بوٹی جڑی آجکی رات

حق نے فرمایا کہ اے عرش پہ اے ختم رسل
کہ زیارت کی تمنا ہی بڑی آجکی رات

دوش پر بردیمن سر پہ عمامہ عربی
ہاتھ میں لیجئے پھولونکی چھڑی آجکی رات

حوریں مشتاق ہیں جنت میں تری اے محبوب
سیر کر خلد کی دو چار گھڑی آجکی رات

بولے حضرت کہ روا کب ہے جو میں سیر کروں
مجھکو اُمت کی ہے تشویش پڑی آجکی رات

پھر ندا آئی کہ بخشا تری اُمت کو حبیب
آجا خوش ہو کہ ہے نیک گھڑی آجکی رات

ہائے اکبر ہے گنہگاروں کا کسدرجہ خیال
عیش میں بھی نہیں اُمت کی پڑی آجکی رات

کسلئے خوب منائیں نہ خوشی آجکی رات — رونق افروز ہیں محفل میں نبیؐ آجکی رات

اُس شہنشاہِ دو عالم کی سلامی کیلئے — کیوں نہ حاضر ہوں ہر اک جن و پری آجکی رات

گفتگو تھی شب معراج فرشتوں میں یہی — دیکھلو پھر چلکے جمالِ نبوی آجکی رات

ساتھ جبریلؑ تھے اور گروہ فرشتوں کا ہجوم — آئے کس شان سے جنت میں نبیؐ آجکی رات

ظلمت کفر ہوئی دور سیاہی کافور — جبکہ پیدا ہوئے شاہِ عربی آجکی رات

جلد اب شربت دیدار پلا دو مجھ کو — سخت بےچین ہوں اے میرے نبیؐ آجکی رات

دونوں عالم میں بھروسہ ہی تمہارا ہے نبیؐ — لیجئے جلد خبر میری نبیؐ آجکی رات

اے شہ جن و بشر شافع روز محشر — اب دکھاؤ تو ذرا بے جگری آجکی رات

کیا بلا تھی شب ہجر انکی سیاہی **اکبر** — یاد میں کاکل شبگوں کے کٹی آجکی رات

اللہ ری فیض شکل عدیم المثال دوست — دیکھا جدھر ہمیں نظر آیا جمال دوست

میں مانگتا ہوں سجدہ میں معراجکی دعا — کس روز دیکھئے ہو یہ سر پائمال دوست

بیگانہ و یگانہ کی تمیز اب نہیں — دیکھا جسے اُسی پہ ہوا احتمال دوست

ایذا کبھی کسیکی نہیں ہے مجھے پسند — دشمن نہ مجھ سے جھک کے ملے کیوں مثال دوست

ہستی کی شکل اسمیں نظر آگئی ہمیں — آئینہ ہو گیا ہے ہمارا جمال دوست

جب یہ اُٹھے یہاں سے تو ہو غیر کا گذر — دلمیں بسا ہوا ہے ہمارے خیال دوست

روز ازل سے ہوا اسے **اکبر** یہ گھر پسند — میرے مکان دل کا مکیں ہے خیال دوست

ردیف ث

وصل کی ٹھر گئی جب تو ہے تکرار عبث
بے نقاب آپ ہوئے عازم بازار عبث
فخر کی لیتے ہیں یوسف کے خریدار عبث
مجھسے خواہانِ شفا اب ہی یہ بیمار عبث
نامِ دوزخ سے لرزتے ہیں گنہگار عبث
مجھ سے بیزار رہا کرتے ہیں سرکار عبث
چرخ گردش میں ہی کیوں صورت پرکار عبث
پڑی پھرتے ہیں یونہی کا زوِ دیندار عبث

صلح کے بعد پھر رنجش کا پھر اظہار عبث
سرد ہے گرمی بازار جناب یوسفؑ
آنکھیں کھلجاتیں جو کرتے ترا نظارہ ذرا
دیکھکر نبض مری حضرت عیسیٰؑ نے کہا
کیا انہیں بھول گئی نکتہ نوازی اُسکی
دیکھئے پھر نہ ملیگا کوئی ایسا خادم
منزل اُس ماہ کی کچھ نقطۂ موہوم نہیں
کعبہ جاتا ہے کوئی کوئی کلیسہ کیطرف

میرے قبضہ میں ہے شمشیر یداللہ اکبر
مجھ سے اعدا انہوں آمادۂ پیکار عبث

ردیف جیم

ہمسر نہیں میر[illegible] بالائے زمیں آج
آتی ہے نظر چرخ چہارم جو زمیں آج

وقت در محبوب ہوئی اپنی جبیں آج
بے پردہ ہوا کونسا خورشید جبیں آج

لکھنی ہی مجھے منقبتِ سرورِ دیں آج — ہے عرشِ معلیٰ مرے شعروں کی زمیں آج
آتے ہیں نظر نوحؑ کے طوفان کے آثار — ہے ذکر مرے رونے کا دنیا میں کہیں آج
کوٹھے پہ چلو سیرِ شبِ ماہ کا ہے لطف — ہو شام سے مشتاقِ لقاء ماہ مبین آج
کستے گلِ عارض کی صفت نظم ہوئی ہی — پہولونسے بسی ہو مرے شعروں کی زمیں آج
سکہ مرا اقلیم معانی میں رواں ہے — ہے سلطنت شعر و سخن زیر نگیں آج
سو برج میں گہن ہی تو کلف ماہ مبیں میں — بے عیب نہیں تجہسا زمانہ میں حسیں آج

ہے عرش پہ اکبر غلبہ فرش زمیں کو
اس دہر میں آئے قدم سرورِ دیں آج

ہو دلمیں مرے کاوشِ مژگاں کا اثر آج — ہر سانس میں آتا ہے مرے منہ کو جگر آج
یہ ولولے جو ارمانہیں کل نہ رہینگے — ارمان بہری آہ میں آئے تو اثر آج
بیدار ہو قسمت مری ارمان بر آئیں — وہ آکے جگائیں جو مجھے وقت سحر آج
عنقا کا مجھے چاہیے پر ہوئے قلم کو — نازک ہی جو لکھتا ہوں میں مضمونِ کمر آج
اُن نیچی نگاہوں نے جگر کسکا ہدف ہو — یہ تیر زمیں دوز گذرتی ہیں کدہر آج
اے شوق مبارک ہو فراقِ سر و گردن — ہوتی ہے وہاں زیبِ کمر تیغ دوسر آج
نازل کوئی پہر ہو گی بلا جانِ حزیں پر — لٹکی ہے وہاں زلفِ رسا تا بہ کمر آج
کس شاہ کی آمد ہے جو اسطرح کہڑے ہیں — صف باندہی ہوئے حور و ملک جن و بشر آج

لو مجھکو سنبھالو کہ اوٹھا درد جگر آج

محبوب چلا عرش پہ جسد م شب معراج
تھے نور علی نور دو عالم شب معراج

خورشید درخشاں تھا ہر ایک ذرہ کمتر
گوہر تھا ہر اک قطرۂ شبنم شب معراج

زیور سے تھا آراستہ کیا مرکب مولا
چلتا تھا عجب ناز سے چھم چھم شب معراج

اللہ رے رفتار براقِ شہ کونین
طے کر گیا اکدم میں دو عالم شب معراج

ملتے چلے جاتے تھے علی قدر مراتب
یوسف کہیں یونس کہیں آدم شب معراج

اِس بزم مقدس میں بجز طالب و مطلوب
تھا کوئی انیس اور نہ محرم شب معراج

ہر ایک محل پر تھا سر بخشش اُمت
اُس عیش میں بھی یاد رہے ہم شب معراج

پہنچا جو سر عرش تو یہ حق سے ندا تھی
آ میرے حبیب آ میرے ہمدم شب معراج

کیا حال عروج شہ والا کہوں اکبر
تھی دھوم سر عرش معظم شب معراج

کہتا ہے یہ کون آپ تھے تنہا شب معراج
ہمراہ تھی اُمت کی تمنا شب معراج

کچھ فرق نہ تھا طالب و مطلوب میں باقی
تھا ایک ہی سا دونوں کا نقشہ شب معراج

موسیٰ کی طرح اہل فلک غش میں پڑے تھے
وہ عارض پُرنور جو چمکا شب معراج

مخفی نہ رہا آپ سے اک ذرہ بھی اُس دن
اللہ نے کیا کیا نہ دکھایا شب معراج

اُس روز فرشتوں کی کھلے جوہر آدم
اِس شان سے جب آپ کو دیکھا شب معراج

کیا میل تماشے کی طرف کرتیں وہ آنکھیں
منظور نظر اور ہی کچھ تھا شب معراج

ہر سمت تھا انوار انا اللہ کا جلوہ
لا غیر کا روشن تھا ستارہ شب معراج

جب نے اس گل نیرنگ کی نیرنگیاں دیکھیں
جبرئیل بنا بلبل شیدا شب معراج

کونین میں تھا کوئی نظیر اس کا نہ اکبر
بے مثل تھا وہ دلبر یکتا شب معراج

ردیف چ

حسن کا طالب اگر ہے عشق کے آزار کھینچ
صدمۂ ہجر مسیحا اے دل بیمار کھینچ

عاشق روئے بتا نکو نگہت گل سے غرض
ہو سکے تو اے صبا عطر گل رخسار کھینچ

اے میری تقدیر اب لیچل مدینہ کیطرف
جذبۂ دل جانب بطحا مجھے اکبار کھینچ

حوریں لیجائینگی پیراہن بسانے کیلئے
عطر خاک پاک طیبہ کا تو اے عطار کھینچ

اے زلیخا ہے یہ آداب محبت سے بعید
شہر کنعان سے نہ یوسف کو سوئے بازار کھینچ

ہم سے دیوانوں کی ہے جاگیر غربت دشت میں
اے جنوں مجنوں ہی کو تا دامن کہسار کھینچ

صورت تصویر حیراں ہو گیا ہے آپ وہ
کیا کہوں مانی سے میں تصویر روئے یار کھینچ

ہے جوار حضرت محبوب حق اکبر کی جا
جانب جنت نہ اے رضوان اسے ناچار کھینچ

ردیف ح

ہزار عشق محمد نے باغباں کی طرح — کھلائے داغ مرے دل میں گلستاں کی طرح

ہیں سربلند وہی شہ کے آستاں کی طرح — جو بوسے دیتے ہیں جھک جھک کے آسماں کی طرح

شفیع حشر رسولِ کریم ختم رسل — نہ تھا نہ ہے نہ کوئی ہو شہ زماں کی طرح

براق آپ کا اک آن میں شب معراج — گیا دعا کی روش آ گیا گماں کی طرح

تھے طرحدار سبھی انبیا خدا کے مگر — پسند آئی شہنشاہ انس و جاں کی طرح

ہوئے ہیں جب سے یہ صورت پذیر کون و مکاں — ہوا ہے کون شہنشاہ کن فکاں کی طرح

ترے عذار میں ہے نور قدس کا انداز — ترے مزار میں ہے گلشن جناں کی طرح

ہے سوز عشق نبی سے یہ طبع اکبر گرم — کہ پھول جھڑتے ہیں خامہ سے گلستاں کی طرح

ردیف خ

عطر بوئے مصطفیٰ ہر گل پہ مہکا شاخ شاخ — پڑھ رہی ہیں بلبلیں احمد کا کلمہ شاخ شاخ

پھوٹتی کلیاں ہیں پڑھ کر قل ہو اللہ احد — بج رہا ہے باغ میں وحدت کا ڈنکا شاخ شاخ

بس گئی بوئے محمد چار سو گلزار میں — نور احمد غنچہ و گل بن کے پھوٹا شاخ شاخ

چشم حق بیں ہے تو دیکھو بن گئی ہے باغ میں — نور ذکر پنجتن ہے پنج شاخہ شاخ شاخ

جا بجا شمشاد و ٹھٹکے ہیں سرو قد خم کو — ذکر میلاد نبی کرتی ہے گویا شاخ شاخ

تیرا قائل بوٹا بوٹا تجھ پہ مائل پھول پھول
تیرا عاشق پتہ پتہ تیری شیدا شاخ شاخ

باغ میں ذکر جمال احمدی سے ہے نہال
خوشہ خوشہ غنچہ غنچہ پتہ پتہ شاخ شاخ

کیوں نہ ہو شادی سے ہر ایک نخل گلشن باغ باغ
بس گیا ہر گل میں شیر بجر کا رنگیلا شاخ شاخ

تو بھی پڑھ اکبر کہ ہے چاروں طرف اس باغ میں
غل لک الحمد اکثیر اطیبا کا شاخ شاخ

ردیف دال

منظور ہوا حق کو جو اظہار محمد
چمکا دئے ہر ذرے میں انوار محمد

یہ حلق ہو اور خنجر ابروئے نبی ہو
یہ آنکھیں ہوں اور جلوۂ رخسار محمد

مصری سے جو میٹھا ہو وہی نام مبارک
ہے قند مکرر مجھے تکرار محمد

عصمت میں ہی ہے حضرت عیسیٰ جو ہیں منظور
دکھلا دو مجھے نرگس بیمار محمد

موسیٰ کو نظر آتا تھا جو طور پہ جلوہ
تھا پردہ تو آئینۂ رخسار محمد

ڈر حشر کا ہرگز نہیں عشاق نبی کو
آزاد ہے دوزخ سے گرفتار محمد

ہر وقت ادھر چشم عنایت کی نظر ہے
گو خواب میں ہیں دیدۂ بیدار محمد

بیشک وہ حسین ایک ہی تھے جہاں میں
بے مثل تھے دونوں دُر شہوار محمد

آباد رہے آگرہ تا حشر الٰہی
اکبر ہیں یہاں جلوہ گر انوار محمد

پاک ہے بے ہمتا ہے تیری ذات اللہ الصمد
آبرو میری ہے تیرے ہاتھ اللہ الصمد

پیارے پیارے نام ہیں قربان ان ناموں کے ہوں
ذوالجلال و قاضی الحاجات اللہ الصمد

ہے گلستانِ جہاں میں تیری صنعت کے گواہ
تیری رنگارنگ مخلوقات اللہ الصمد

ذکر الا اللہ الا اللہ ہے وردِ زباں
دل میں اللہ ہو کے ہیں حالات اللہ الصمد

شان تیری دیکھکر ہر شے میں ہے تکیہ کلام
بات اللہ غنی نغمات اللہ الصمد

سینکڑوں پتلے بنائے اور ملائے خاک میں
ہائے تو اور تیری مصنوعات اللہ الصمد

لکھ کے لایا ہے تری درگاہ میں حمد و ثنا
ہوں قبول اکبر کی تصنیفات اللہ الصمد

قل ہو اللہ احد کے ساتھ اللہ الصمد
پڑھ رہی ہے ساری مخلوقات اللہ الصمد

اسلئے آئینہ بینش دیا ہے آنکھ کو
تاکہ دیکھے رنگ مصنوعات اللہ الصمد

آشکارا ہے تری توحید ہر انگشت سے
مظہر وحدت ہیں دونوں ہاتھ اللہ الصمد

اور اعضا کا کیا ہے سر کو افسر اس لئے
تاکہ سجدہ میں رہے دن رات اللہ الصمد

لذت گویائی بخشی ہر زباں کو اس لئے
تا ہو محو شکر انعامات اللہ الصمد

بیل بوٹا پھول پھل جن و بشر وحش و طیور
سب میں ہیں صنعت کی تصویرات اللہ الصمد

آرزو ہے جبکہ ہو اکبر کا وقت جانکنی
لب پہ ہو یا قاضی الحاجات اللہ الصمد

ردیف ذال

ایجان شک نہیں کہ ہے سبکو وفا لذیذ
مجھکو وفا سے بڑھکے ہے تیری جفا لذیذ

جو اہلِ درد ہیں انہیں کیا حاجتِ شراب
ہے اپنا خونِ دل انہیں اس سے سوا لذیذ

اب تلخئ فراق بھی دینے لگی مزا
قندِ وصال سے ہے یہ کڑوی دوا لذیذ

کیا لطف دیتی ہے تری نوکِ مژہ کی چھیڑ
میں کیا کہوں کہ ہے یہ خلش دلکو کیا لذیذ

دل جل رہا ہے اور مزے لے رہے ہیں ہم
ہے یہ کبابِ سوختہ بیشک بڑا لذیذ

شوربۂ فراق میں اشک گرم ہیں
ہیں شربتِ وصال سے اب یہ سوا لذیذ

غم اتنا کھا لیا ہے کہ یہ بنگیا مزاج
ہے اب تو سب سے بڑھ کے اسی کا مزا لذیذ

شیریں یہ نام یار ہے لب بند ہو گئے
کہتی ہے میری روح کہ ہے یہ غذا لذیذ

اکبر جمالِ یار نے کی نزع میں مدد
مرنے کے وقت ہم کو یہ شربت ملا لذیذ

ردیف ے

دنگ ہیں قدسی تری محفل کا ساماں دیکھکر
تنگ ہیں غنچے ترا حسنِ فراواں دیکھکر

فرش پر یا رب ہبلی امتی کہتے ہیں وہ
عرش سے لا تقنطو کہتا ہے رحماں دیکھکر

مژدہ باد اے دل کہ آتی ہے نسیمِ مغفرت
ہنس پڑی رحمت تجھے حجلت سے گریاں دیکھکر

رہگئی حیران سوسن لیتے ہی وہ نام پاک
کھلگئیں نرگس کی آنکھیں حسنِ جاناں دیکھکر

پوچھا اک بلبل سے اے ناشاد کیوں روتی ہے تو
بولی وہ انجام گلہائے گلستاں دیکھکر

بحر و بر جن و بشر حور و ملک ارض و سما
ڈرتے ہیں بیحد مستی خونِ شہیداں دیکھکر

تیری بے پروائی تیری بے نیازی کیا گئی
گُل کو خنداں دیکھکر بُلبُل کو نالاں دیکھکر

وصفِ گُل کرتی ہیں وہ یہ وصف احمد آپکی
بُلبلیں ہیں دنگ اکبر کو غزلخواں دیکھکر

ردیف زے

ہے بہارِ باغِ دنیا چند روز
دیکھ لو اِس کا تماشا چند روز

اے مسافر کوچ کا سامان کر
اِس سرا میں ہے بسیرا چند روز

دفن کر کے قبر میں بولی قضا
اب یہاں تم سوتے رہنا چند روز

ہے نمائش اِس جہاں کی اسطرح
جیسے نوچندی کا میلہ چند روز

غافلو یادِ الٰہی چاہیئے
ہے بکھیڑا زندگی کا چند روز

کیوں ستاتے ہو کسی بیجرم کو
ظالمو یہ ہے زمانا چند روز

کَے رہا کچھ روز یا جم کوئی دن
کچھ دنوں شداد کسریٰ چند روز

پھر کہاں اکبر کہاں تم دوستو
ہے یہ دنیا کا تماشا چند روز

ردیف سین

یوں خوبرو ہیں میرے گُل تر کے آس پاس
جیسے ستارے ہوں مہِ انور کے آس پاس

بیتاب ہو رہی ہے شہادت کے شوق میں
ہے میری روح یار کے خنجر کے آس پاس

گھیرے ہے ہر طرف سے مجھے یاد روئے یار
سو آئینے ہیں ایک سکندر کے آس پاس

دیکھوں نہ بچے ان آنکھوں سے کس طرح دل مرا
دو باز ہیں اس ایک کبوتر کے آس پاس

لشکر ساحر توں کا ہی چاروں طرف پڑا
ہے اژدہام قبر سکندر کے آس پاس

اکبر رہیں رقیب نہ کیوں اس حسین کے ساتھ
ہر شاخ میں ہیں خار گل تر کے آس پاس

ردیف شین

نہ کیوں ہم کو کل عالم فراموش
نہیں ہوتا ہے تو اک دم فراموش

کسی کی آنکھ نے ہے دھو دیا سب
ہے اب وہ عمر بھر کا غم فراموش

تری محفل میں ڈھونڈینگے پھر آکر
یہاں دل کر چکے ہیں ہم فراموش

دیا ساقی نے جب سے ہمکو ساغر
اسی دن سے ہی جام جم فراموش

وہ مانگا کرتے ہیں اکثر دل آکر
بدیں ابا آپ ہے اکدن ہم فراموش

ہمیشہ خوش رہا میں للہ الحمد
مجھے کہتے ہیں اکبر غم فراموش

ردیف صاد

لئے پھرتی ہے مجھکو جابجا حرص
ہوئی ہے کس بلا کی اے خدا حرص

بنایا ہے تمہیں محبوب حق نے
کہہ گئے کیا تمہاری انبیا حرص

صلوٰۃ و صوم کے پابند ہوجائیں
الٰہی سب کو کر ایسی عطا حرص

سیہ کرتی ہیں دل یہ پانچ چیزیں
دغا بازی۔ حسد۔ کینہ۔ ریا۔ حرص

پہلے کاموں کی اکبر چاہئے قدر
بُرے فعلوں کی ہے بس نامزا حرص

ردیف ضاد

واہ کس رنگ پہ ہے حسنِ بہارِ عارض
باغِ جنت کا ہے ہر پھول نثارِ عارض

لیلۃ القدر ہے اے ماہ ترا خطِ سیاہ
صبحِ یوم العرفہ نورِ نگارِ عارض

سحرِ عید کا آئینہ سواد اس کا ہے
ہے چمکتی ہوئی اقلیمِ دیارِ عارض

ہو چلا بارورِ اب نخلِ جوانی اُن کا
چشمِ بد دور ہے آغازِ بہارِ عارض

ہے نظر خیرہ یہ ہے خطِ سیہ کا جلوہ
دن سے بڑھکر فروغِ شبِ تارِ عارض

حوریں مشاطہ ہیں ہر ہفت کی خدمت سے نہیں
ماہ آئینہ ہے مہر آئینہ دارِ عارض

اے گل اندام ترے حسن کی رنگت ہے غنچہ اور
زلفیں یا رخ کی ترے بل کرتی ہیں بیکار نہیں

پھول بھی صدقے ہیں بلبل بھی نثار عارض
انکی جاگیر میں لکھا ہے دیار عارض

رنگ ہلکا سا گلابی ہے پھر اسپر خط سیاہ
قابل دید ہے اکبر یہ بہار عارض

ردیف ط

کیا بتاؤں ہے مجھے واسطے کیا آپ کا خط
سر خط بندہ نوازی ہے بنا آپ کا خط

ہو گئے معنی وحی کے مطالب روشن
جسدم ایجان جہان میں نے پڑھا آپ کا خط

طائر سدرہ کو بھیجوں گا کہ لے آئے اسے
لائیگا قاصد محبوب جسدن آپ کا خط

ملک آئینگے لحد میں تو دکھا دونگا انہیں
مرے بازو پہ ہی ایجان بندھا آپ کا خط

نامہ بر بنگیا جبریل فلک پر پہنچا
لے اوڑا وہ مجھے ایجان نملا آپ کا خط

آگے بالین سے مرے پیک اجل لوٹ گیا
جی اوٹھا میں مری جان آ گیا آپ کا خط

کہئے تو یار کو کیا ہے لکھا بلے اکبر
زلف جاناں سے بھی گز بھر ہی بڑا آپ کا خط

ردیف ظ

کیوں نہ عشاق کو ہو پاس شہ خوبان کا لحاظ
چشم بلبل میں ہے دیکھا ہی گلستان کا لحاظ

کی محمدؐ نے شفاعت ہو گیا خالق کا حکم — جاتے ہیں جنت میں ہم کیا ہمکو خوبی انکا لحاظ

سایہ میں دامن کے جو آکر چھپے بخشے گئے — آگیا خالق کو بھی حضرتؐ کے داماں کا لحاظ

قدر گوہر اے خدا ہیں جانتے گوہر شناس — دیدۂ رحمت میں ہے حضرتؐ کے دندان کا لحاظ

کربلا میں ذبح کی اولاد لوٹا گھر کا گھر — شمر ظالم تھا ہی محبوب سبحان کا لحاظ

اب ہوئی بخشش کہ ہے محبوب کا خالق کو پاس — آئے ہو وانسے یہان ملنے چاہیے ان کا لحاظ

جاؤگے یہاں سے وہاں تو چاہیے کچھ یاں کا پاس — آئے ہو وانسے یہان یان چاہیے وان کا لحاظ

وہ بڑا غفار ہے بیٹھے ہو کیوں اکبر اداس
آ ہی جائے گا تمہاری چشم گریان کا لحاظ

خلوت کی شب میں ہی وہی باقی رہا لحاظ — گھونگٹ ہٹا نہ رہنے نہ ان کا گیا لحاظ

پلوائیگا تو بادۂ بے کیف خلد میں — ساقی ہے بادہ نوشون کو تیرا بڑا لحاظ

اب لال ڈورے پڑنے لگے چشم یار میں — ہان لطف بیکشی ہے کہ اُٹھنے لگا لحاظ

شب وصل کی تمام ہوئی بات تک نہ کی — ایسا بھی کیا حجاب ہے ایسا بھی کیا لحاظ

زاہد جا یہ بزم میں اٹھتا ہی اب نہیں — ساقی پلا شراب کہ اب ہو چکا لحاظ

جب کر چکے اُنس تو چلا دور جام سے — رندون نے شیخ جی کا کیا تو بڑا لحاظ

اکبر جو محتسب نہیں اٹھتا پیو شراب
اوسکو نہیں خیال تو رندون کو کیا لحاظ

ردیف عین

یہ کسکے عشق مین اسد رجہ بیقرار ہے شمع
نگاہ لطف و کرم کی امیدوار ہے شمع
یہ جسکو ڈھونڈہتی ہی وہ اسے نہین ملتا
جب آئے اسکے قدم بزم ہوگئی روشن
جہان چلی یہ بس آ پہنچے مثل تیر اس پر
کسی کے عارض روشن کی ہی جھلک اسمین

سراپا ناد ھنتی ہی بیتاب و اشکبار ہے شمع
سلام کے لئے استادہ اے نگار ہے شمع
جس انجمن مین اسے دیکھو اشکبار ہی شمع
تجلیون مین جواب رُخ نگار ہے شمع
مے خیال مین پروانوں کا شکار ہے شمع
یہی سبب ہے کہ ہر بزم کی بہار ہے شمع

پڑا اسے ہی اُسی بیوفا سے کام اکبر
تمھین خبر نہین دیکھو تو بیقرار ہے شمع

ردیف غین

نور احمد سے ہی مہر اوج ایمان کو فروغ
شاخ مین نشو و نما پہ نہین نگہت گل مین رنگ
زلف مشکین سے رہی لبہا رنگین سے ترے
انبیا ہین انبیا محبوب پہر محبوب ہے

جسطرح خورشید سے ہی مہر تابان کو فروغ
جلوۂ احمد نے بخشا ہے گلستان کو فروغ
نافۂ آہو کو بُو لعل بدخشان کو فروغ
انبیا پر کیون نہو محبوب سبحان کو فروغ

عرش اعظم پر بلایا تھے فرشتے ہمرکاب — کسقدر بخشا ہے حق نے اپنے مہمان کو فروغ

ہوگئیں بےنور سب توریت و انجیل و زبور — جب سے حسن وصف احمد سے ہے قرآن کو فروغ

ہوگئے چودہ طبق روشن ضیائے نور سے — اُس چراغ عرش سے ہے بزم امکان کو فروغ

تیرے جلوے سے ترے پرتو سے تیرے نور سے — آنکھ کو انوار دل کو روشنی جان کو فروغ

یہ دعا اکبر کی ہے یارب اسے کیجو قبول
نور ایمان سے ملے ہر ایک انسان کو فروغ

ردیف ف

آسان نہیں ہے دیکھنا اُس یار کیطرف — دیکھیں تو موسیٰ جلوہ دیدار کی طرف

ہوسکو تو عشق یار میں معراج ہوگئی — منصور سر سے جائے نہ کیون دار کیطرف

کیا جذب عشق سے کشش حسن بڑھ گئی — دل کھنچ رہا ہے میرا مرے یار کی طرف

تو چل رہا ہے چال قیامت کی حشر میں — سب کی نگاہ ہے تری رفتار کی طرف

دیوانے ہیں جو کوچہ جانان کو چھوڑ دیں — صحرا کو ہم نجائیں نہ کہسار کی طرف

روزن سے دیکھتا ہو وہ شوخ چشم آج — میری نظر بھی جاتی ہے دیوار کی طرف

اے غیرت مسیح ہو کیسے مسیح تم — جاتے نہیں کبھی کسی بیمار کی طرف

جار ابروؤں کا ہے یہ کنایا سمجھ لیا
اکبر ہمارا رخ ہے رخ یار کی طرف

تک رہے ہیں حشر میں سب سید مولا کی طرف
ہوں براتی دیکھتے جسطرح دولہا کیطرف

لیچلو اے ہمدمو اے ہمصفیرو لے چلو
باغ طیبہ کیطرف گلزار بطحا کیطرف

دل کو سودا ہو گیا عشق رسول اللہ میں
تہا منا اسکو یہ جاتا ہے تہامہ کیطرف

کسقدر اللہ کو تہا شوق دیدار حبیب
دیکھتا تہا دیدۂ رحمت سے بطحا کیطرف

ہر صر جذب محبت تہا براق برق پا
اُڑ گیا لیکر سریر عرش اعلی کیطرف

عشق ہے اون کو خدا سے اور خدا کو انسے عشق
حق تو ہے انکی طرف وہ حق تعالی کیطرف

شمع کو پروانہ گل کو بلبلیں لیلی کو قیس
دیکھتے ہیں ہم تمہارے روے زیبا کیطرف

اور کہتا تہا محبت سے کہ اے میرے حبیب
دیر کیوں کرتا ہے آجا اپنے شیدا کیطرف

روضۂ محبوب کو جانا ہو نکیں کس شوق سے
تشنہ لب جیسے مسافر کوئی دریا کیطرف

لیچل اے یاد نبی عشق نبی شوق نبی
غوب کیجانب عرب کی سمت بطحا کیطرف

تیرا عاشق اور یوں در در پھرے خانہ خراب
دیکھ تو اس اکبر بدنام و رسوا کی طرف

ردیف قاف

گنج سرمد ہے نصیب دل دیوانۂ عشق
دولت آباد حقیقت ہے یہ ویرانۂ عشق

ہوش میں آ نہیں سکتا کبھی دیوانۂ عشق
مے توحید سے سرشار ہے مستانۂ عشق

بحر ذخارہ ہے کونین مدینے ہے صدف
جسم نورانی حضرت دُر یکدانۂ عشق

آنکھیں ہر وقت ہیں سرشار مئے حب علیؑ / منہ سے زندگی لگا رہتا ہے پیمانہ عشق

ملک کونین بھی ملتا آئے تو ٹھوکر نہ لگائے / والی سلطنت فقر ہے دیوانہ عشق

عرش کو منزلت دل پہ نہ کیوں رشک آئے / ذات پاک نبوی عشق ہو دل خانہ عشق

فصل گل آگئی پہنائیں وہ زنجیر ہمیں / لیچلی وحشت دل پہر ہوئے ویرانہ عشق

یا خدا حرمت سجادؑ و طفیل قاسمؑ / کر دے مجھکو بھی گدائے در میخانہ عشق

فکر عقبیٰ ہے نہ اندیشہ دنیا اکبر / دونوں عالم کو ہے بھولا ہوا مستانہ عشق

ردیف کاف

دل کو چھیدے گی پر پرو تری چتون کبتک / تیر نظارہ چلینگے پس روزن کبتک

رونیکو آئی ہو اک رات کی مہمان ہے یہ / شمع مرقد پہ رہے گی مرے روشن کبتک

موسم گل ہی ہوا اے سحری کا جھونکا / شاخ گل پر ترا بلبل یہ نشیمن کبتک

مذہب عشق میں خامی ہے خیال ناموس / فکر رسوائی و اندیشہ دشمن کبتک

شوق دیدار سے بیتاب ہے دل حضرت برق / ہوگا طے مرحلہ وادی ایمن کبتک

گر کبھی دے فتنہ خرامی سے کہیں حشر بپا / تہ میں کشتے ترے قاتل تہ مدفن کبتک

رحم کر حال پہ اب میرے خدارا او ترک / خم رہے شوق شہادت میں یہ گردن کبتک

ہم ہی ملتے نہیں اب آپکے در سے تاحشر / دیکھنا ہے کہ گری رہتی ہے چلمن کبتک

رحم آئیگا کبھی تو اُنہیں مجھ پر اکبر
وہ رہینگے مرے ارمان کے دشمن کبتک

ردیف کاف

پھونکی غمِ فراق نے یہ تن بدن مین آگ
اب جسم کی جگہ ہے مرے پیرہن مین آگ

انگارو نیر لٹاتی ہے ہر وقت مین سمر باغ
ہوا میرا اختیار تو دیدون چمن مین آگ

ابرِ سیہ نہین یہ دہوان سے بھرا ہوا
کس نے لگادی آج سپہرِ کہن مین آگ

کہتے ہین تیرے رخ کے جو اسے آتشین عذار
لیجائینگے وہ باندہ کے اپنے کفن مین آگ

رخصت ہوئی بہار خزان کے دن آگئے
اے باغبان لگادے اب اپنے چمن مین آگ

صحرا ہماری گرمیٔ رفتار سے جلا
اپنے ہی سوزِ غم نے لگائی چمن مین آگ

کس نے کیا ترے لبِ لعلین کا تذکرہ
اہلِ یمن نے آج لگادی یمن مین آگ

زلفون سے یون عیان ہے ترا روئے آتشین
جیسے لگی ہو وادیٔ چین و ختن مین آگ

اکبر تری زبان ہے کیا شمع کی زبان
ہر فقرہ تیرا شعلہ ہے ہر ہر سخن مین آگ

ردیف لام

کسکو معلوم ہوئی عزت و شانِ بلبل
کون ہے گل کے سوا مرتبہ دانِ بلبل

گوش گل سے جو سنا شور فغانِ بلبل
اے صبا کیا ہوئی تاثیر زبانِ بلبل

آئی کیا فصل خزان اڑ گئے مرغانِ چمن
مٹ گیا صورت گل نام و نشانِ بلبل

دید لیلی کیلئے شرط ہے چشم مجنون
صنعتِ گل کو ہے درکار زبانِ بلبل

ہو گیا برہم اسی سے تو مزاج اُس گل کا
جابجا تھے مرے دیوان مین بیانِ بلبل

گاتے ہین میری غزل مرغ خوش الحان چمن
انکو آتا ہے مزا ہے یہ زبانِ بلبل

شب کو آتا ہے جو محفل مین وہ گل اے اکبر
ہمکو پروانون پہ ہوتا ہے گمانِ بلبل

بیچین ہو کے دیکھ نہ تو راہ فصلِ گل
اے عندلیب خوب نہین چاہ فصلِ گل

گلچین عدو ہے چرخ ہی دشمن خزان رقیب
کوئی نہین جہان مین ہوا خواہ فصلِ گل

آخر وہی خزان ہے وہی خندہ ہائے زاغ
سب چار روز کا ہی حشم و جاہ فصلِ گل

خاموش غنچہ پھول ہین پژمردہ برگ خشک
برہم ہے کیا مزاج شہنشاہ فصلِ گل

توبہ کا توڑنا کوئی دشوار بات ہے
میخوار دیکھتے ہین مگر راہ فصلِ گل

لیکن تو ہو عندلیب خزان سے کہ رحم کر
تاثیر کر نجائے کہین آہ فصلِ گل

قمری ہو عندلیب ہو طوطی ہو کوئی ہو
باغ جہان مین کسکو نہین چاہ فصلِ گل

ساقی عروس توبھی بنا دخترِ رز کو آج
اب کے بہار آئی ہے ہمراہ فصلِ گل

اکبر وہ ماہوش جو نہین ہے بغل مین آج
ظلمات سے سوا ہے شب ماہ فصلِ گل

ردیف میم

گرم سخن ہین مجمع اہلِ سخن مین ہم
گویا زبانِ شمع ہین اس انجمن مین ہم

مٹی ہی جسم ہے تو تکلف یہ کیا ضرور
کھپتے ہین گے خاک سے بجگر کفن مین ہم

دونون کو اتحاد نے یکرنگ کر دیا
کھلتا نہین کہ یار ہے یا پیرہن مین ہم

گل ہوشیار ہون وہ گل آتا ہے سیر کو
دل بھا سے عندلیب کہ پہنچے چمن مین ہم

تیرے سوا نظر نہین آتی کسی کی شکل
یہ محو ہو گئے ہین رہی انجمن مین ہم

گردش نصیب ایسا کوئی کم ہے زیر چرخ
دو روز بھی نہ چین سے بیٹھے وطن مین ہم

طول امل مین پھنس گئے دنیا گلے پڑی
اب تو اسیر ہین اسی طوق و رسن مین ہم

مضمون دہانِ تنگ کا سوجھا نہ آجتک
جی چاہتا ہے فصل لگائین دہن مین ہم

لکھتے ہین یاد زلف مین توصیف چشم یار
آہو شکار کرتے ہین دشت ختن مین ہم

اکبر ہے ساتھ شمع کے پروانہ بھی ضرور
جس انجمن مین وہ ہے اسی انجمن مین ہم

ردیف نون

ہون وہ مومن جسے بت سے یہان سروکار نہین
وہ برہمن ہون جسے حاجتِ زنار نہین

گنگ وہ کان جو وقفِ سخنِ یار نہین
کور وہ آنکھ جسے حسرتِ دیدار نہین

کفر سے کام نہ ایمان سے مطلب ہے ہمین
دونون عالم سے بجز تیرے سروکار نہین

کیا خبردار کرے گا تو ہمین او زاہد
آپ تو اپنی حقیقت سے خبردار نہین

کب ترے جلوۂ دیدار نے حیران نہ کیا
کونسا دن ہے کہ ہم نقش بہ دیوار نہین

سرفروشی صفت کوہکن آخر مین ہے
عشق پہلے تو بہت سہل ہے دشوار نہین

دہن گور سے آتی ہے صدا میت کو
آج ہمدم نہین تیرا کوئی غمخوار نہین

دیکھکر اسکو یہ ہون محو برنگ تصویر
ہے زبان منہ مین مگر طاقت گفتار نہین

چشم دل کھول اگر ہے طلب دید اکبر
نظر آئے گا ان آنکھون سے وہ دید نہین

جب سے گدائے کوئے شہ دین پناہ ہون
مین سرزمین ملک دو عالم کا شاہ ہون

ابتک نہین کسی پہ صفائین مری کھلین
وہ بندہ ہون کہ مظہر ذات آلہ ہون

ہے میری ذات باعث ایجاد کائنات
مین آپ اپنے دعوی حق کا گواہ ہون

عشق کمر نے زار کیا اس قدر مجھے
مخفی نظر سے صورت تار نگاہ ہون

چھانے ہوئے ہون دشت حدوث قدم کی خاک
مین راہ نورد بادیۂ لا الہ ہون

افتادگی عروج کبھی تو دکھائے گی
اس کوچہ مین پڑا صفت گرد راہ ہون

قربان جاؤن تیری شفاعت کے اے نبی
قبضہ بہشت پر ہے مگر پر گناہ ہون

دی فقر مین خدا نے مجھے دولت فنا
ہون گرچہ تنگدست مگر بادشاہ ہون

اکبر کیا جو کوچۂ جانان کا ہمنے قصد
دل بول اٹھا کہ چلئے تو مین خضر راہ ہون

ہندو اسے اونہین نکی مدنی کہتے ہین
عرقِ گل سے پسینہ مین فزون تھی خوشبو
دیکھکر اپنے صحیفون مین ترا ذکر جمیل
پوچھا حورون نے حضور آپ کا دولتخانہ
اک اشارے سے کیا چاند کا دل دو ٹکڑے
ہائے الفت کہ وہ اللہ سے ہر پہلو پر
اے نکیرین نہ بیچین کرو تم کہ مجھے
منزل غم مین تھکا بیٹھا ہون محبوب سے دور
ایک تم ہو کہ ہے اللہ تمہارا مشتاق

خلدوالے اونہین سرو چمنی کہتے ہین
اسکو بوئے صفتِ گل مدنی کہتے ہین
انبیا رُعب سے اللہ غنی کہتے ہین
ہنس کے بولے ہمین نکی مدنی کہتے ہین
عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہین
میری امت کی ہنو دل شکنی کہتے ہین
عاشق سید مکی مدنی کہتے ہین
اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہین
ایک موسیٰ ہین کہ رب ارنی کہتے ہین

مرحبا اکبر مداح لکھی خوب غزل
اسی انداز کو شیرین سخنی کہتے ہین

تجھپر جو مٹ نجائیے وہ دل اے قمر نہین
تاچند ہجر یار کے صدمے اٹھائیے
دیکھے ہوئے ہین ہم شب غم کی اندھیریان
لیجاؤن گا مین اپنا خط شوق یار تک
بیچین روز دل ہے زیارت کیواسطے
مرنا بھی تیری راہ مین جینے سے بڑھکر ہے

قربان ہنو جو تیرے قدم پر وہ سر نہین
اے جان اب تحمل درد جگر نہین
اے تیرگی بخت ہمین تیرا ڈر نہین
کچھ احتیاج تیری مجھے نامہ بر نہین
یاد آئی کب مدینہ کی ہمکو سحر نہین
بدلین ہم اسکو نفع سے یہ وہ ضرر نہین

احسان ہون کسیکا مین اتنا کہان دماغ
حال درازیٔ شبِ غم کیا کرون بیان

ممنون بخیہ گر مرا چاکِ جگر نہین
وہ شام ہے یہ جسکی جہان مین سحر نہین

اکبر کبھی نہ کہیو نبیؐ اور علیؑ کو دو
غافل یہان ازل سے دوئی کا گذر نہین

ہے نورِ محمدؐ کی جھلک رنگِ چمن مین
صد برگ مین بیٹھے ہین گلِ تر ہین سمن مین

گر یون ہی رہی آگ محبت کی بدن مین
اُڑ جاؤن گا کافور لگاتے ہی کفن مین

اوس سرورِ عالم کے پسینہ کی ضیا سے
بو مشک ختن مین ہی چمک لعل یمن مین

بیکس ہون مین عاجز ہون مدینہ مین بلالو
مرجاؤن نہ گھٹ گھٹ کے کہین رنج و محن مین

فریاد ہے فریاد ہے اے داورِ محشر
زہراؑ کا چمن لوٹ لیا شام کے بن مین

یہ عشق گھلا دیگا مجھے شمع کی صورت
ہونکا ہے جگر آگ لگا دی ہے بدن مین

ہے اوس گلِ وحدت کے پسینہ سے محبت
احباب ملین عطر رہی میرے کفن مین

اشکون سے ٹپکتے ہین شرر سوزشِ غم سے
لو آگ برسنے لگی بھادون کی برن مین

اکبر ہے مرا نام ثنا خوانِ نبی ہون
بلبل سا چہکتا ہون گلستانِ سخن مین

ہزارون بزار نہان ہین دہن کے پردہ مین
نہان ہے شاہدِ مطلب سخن کے پردہ مین
بسا ہے عطرِ محبت سے جامۂ ہستی

کرو رون نکتہ ہین اک اک سخن کے پردہ مین
زبان بول رہی ہے دہن کے پردہ مین
چھپا ہے کون گل اس پیرہن کے پردہ مین

نکال لایا اونہین شوق خودنمائی کا / وہ ایسی شان سے بیٹھے تھے بن کے پردے مین

غضب کا پردہ نشین ہے وہ شوخ ہرجائی / ہر انجمن مین ہے ہر انجمن کے پردے مین

کہلا سبب ہمین لیلیٰ کی جامہ زیبی کا / کہ روح قیس ہے اس پیرہن کے پردے مین

درونیہ جھلکے تھے زربفت کے پڑے پردے / اب اُس مکان کے مکین ہین کفن کے پردے مین

جو دیکھا اہل بصیرت نے دونون کو تو کہا / حضور ہی ہین حسین و حسن کے پردے مین

نجات اہلِ گنہ کو کہین نہین اکبر
عبث چھپا ہے تو جا کر کفن کے پردے مین

گئے ہین آن مین خیر البشر کہان سے کہان / وہ جسم پاک تھا مثل نظر کہان سے کہان

خدا کے ذکر مین جو رونکی داستان واعظ / ہمین بھی لے گیا تو بے خبر کہان سے کہان

جو پھیری گئی اُس در سے عرش تک پہنچی / ہوا ہماری دعا کا اثر کہان سے کہان

شبِ فراق مین دم بھر نہ اکیجا تھا قرار / لئے پھرا ہمین درد جگر کہان سے کہان

وہ میرے شعر دنکو سنتے ہی ہو گئے خاموش / خدا کی شان ہے پہنچا اثر کہان سے کہان

سخا کی ڈالیان ہین عرش پر زمین مین جڑ / گیا ہے بڑھ کے یہ نوری شجر کہان سے کہان

جگر کو چھید کے دل سے گذر گیا ظالم / اُتر گیا ترا تیر نظر کہان سے کہان

چلا ہے کعبہ در دل کو چھوڑ کر اکبر
یہ بے خبر ہے یون ہی دربدر کہان سے کہان

آوارہ و سرگشتہ نہین قیس ہی بن مین / لیلیٰ کو بھی آرام نہین اپنے وطن مین

مل جلکے جو رہتے ہین تو سب ہو گئے یکدل
ہر چند کہ اضداد کی بستی ہے بدن مین

عالم نظر آیا ہمین کل آکل و ماکول
ہر شے کی حقیقت ہے یہی دیر کہن مین

عالم متغیر ہے تو حادث بھی ہے بیشک
ہر شان قدم کیسی ہے اس دیر کہن مین

کیا کیا متغیر ہوئے حالات جہان کے
دنیا ہی نئی ہوگئی اک چشم زدن مین

خوش خندۂ گل پر نہو اے بلبل نادان
پڑھتا ہے تجھے مرثیۂ گل ہی چمن مین

انسان کسی حال مین آزاد نہین ہے
مر کر بھی گرفتار رہا قید کفن مین

الفت مین تری قطع محبت ہوئی سب سے
اک عمر سے بیگانہ ہون یاران وطن مین

اکبر یہ غزل تم نے نئے رنگ مین لکھی
اچھا ہے جو ہو عالم یہ انداز سخن مین

قبۂ سبز مدینہ اُتر آیا دل مین
کھنچ گیا روضۂ محبوب کا نقشہ دلمین

فاش اگر راز ہو میرا ابھی طوفان ہو برپا
جوش زن عشق محمد کا ہے دریا دلمین

ہر جگہ حسن محمد نے کیا مجھکو نہال
کبھی آنکھون مین سمایا کبھی آیا دل مین

جالیون کے مری آنکھون مین کھچے ہین نقشے
پردۂ سبز کا اڑتا ہے پھریرا دل مین

یہی دو گھر ہین مرے دونون مکانون کے مکین
خانۂ کعبہ ہے آنکھون مین مدینہ دل مین

فیض حضرت نے توجہ جو ادھر فرمائی
لی مع اللہ کا نظر آگیا جلوہ دل مین

بند کر منہ کو ذرا سر تو جھکا اے مجنون
نظر آجائیگی تجھکو یہین لیلی دل مین

کہین لٹتی ہو بستی مرے ارمانون کی
نہین معلوم کہ یہ شور ہے کیسا دل مین

کعبہ مسجود ہوا جسکے سبب سے اکبر
جلوہ فرما ہے وہی کعبہ کا کعبہ دل مین

نہین عکس اُسکے شمع رُخ کا انکی چشم روشن مین
چراغ طور کا جلوہ ہے یہ وادی ایمن مین

پسینے مین ڈبویا گرمی مضمون عارض نے
غریق بحر رحمت ہوئین یادرد سے روشن مین

فقیرونکو ہے اپنا بوریا تخت سلطانی
سلیمان زمانہ ہے ہر اک مور اپنے روزن مین

ترے قد سے جو دی ہے شاعرون نے انکو تشبیہین
اکڑتے ہین کھڑے ہو ہو کے کیا کیا سرو گلشن مین

سلامت ہے جو اے وحشت ہماری بادیہ گردی
نہ رہنے پائیگا کانٹا کوئی صحرا کے دامن مین

ہماری تیغ قاتل اسطرف بھی رُخ کرے یارب
رگونکا دام پھیلائے ہوئے بیٹھے ہین ہم گردن مین

نہ تڑپے ہم خیال پاکدامانی قاتل سے
ہو اب کتنا تماشا ہان نہ دھبہ آئے اسکے دامن مین

کڑا پن نرم دل کے آگے کام آتا نہین اکبر
کف حداد پر یکسان ہے نسبت موم و آہن مین

کوئی حرف غلط ہون یا خطوط نقش باطل ہون
جو کچھ ہون صفحۂ ہستی سے مٹجانیکے قابل ہون

نہ ہو گئین دور صحبت سے نہ مین صحبت مین شامل ہون
مرا اک اور عالم ہے نہ خارج ہون نہ داخل ہون

مٹے دل یون نہین ویران پڑی ہے ایک مدت سے
کبھی ٹھیرا نہین جسمین مسافر مین وہ منزل ہون

ذرا انصاف کر تو اے جنون کیونکر نہ دم نکلے
اسیر تازہ ہو گئین تو گرفتار سلاسل ہون

مرے غمخوار کو بھی رحم اب مجھپر نہین آتا
نہین معلوم کیسے سنگدل قاتل کا بسمل ہون

مرے ہی آنسوؤن کے سیل نے گھر ڈھا دیا میرا
حقیقت یہ ہے مین خود باعث ویرانی دل ہون

کسیکی تیغ کھنچی ہی ہر لپٹکر میری گردن سے
چلے بھی آؤ ایسے وقت مین عاشق سے کیا پردا

دولہن ہو مین شہید ناز کی شمشیر قاتل ہون
بجھا دیگی جسے باد سحر وہ شمع محفل ہون

مری ہستی کی سرحد گو عدم سے ملگئی اکبر
مگر یہ شکل کہتی ہے ابھی مین حد فاصل ہون

وصل اس ستم شعار کا دشوار بھی نہین
اقرار بھی نہین ہے تو انکار بھی نہین

مایوسیون نے کی ہین وہ خانہ خرابیان
اب دلمین شوق لذت آزار بھی نہین

پردہ سے مت سناؤ مجھے لن ترانیان
ہوئی صفت مین طالب دیدار بھی نہین

عذر وصال کرکے مجھے ذبح کر دیا
کہتے ہو میرے ہاتہ مین تلوار بھی نہین

اے صبر رفتہ عاشق ناشاد المدد
شبہاے ہجر مین کوئی غمخوار بھی نہین

اب جستجوے شوق ترقی پذیر ہے
تیز چشم دستہ و سوفار بھی نہین

مانگون دعاے مرگ عدو آہ کس طرح
لذت فزاے دل الم یار بھی نہین

احباب سے ہی جاتے نہین کندہا بجاتے کیون
ایسی تو میری لاش گرانبار بھی نہین

اکبر کے شعر سنکے جلے جاتے ہین عدو
کہتے ہین گرم آپ کے اشعار بھی نہین

نہین چھوٹا خیال مرقد جانانہ مرقد مین
ہوے بیچین ہمنے ایکدم پایا نہ مرقد مین

سوے گور غریبان کس ستم آرا کی آمد ہے
تمنا دوڑتی پھرتی ہے بیتابانہ مرقد مین

نمایان سنبل و ریحان ہوئی ہے قبر وحشی پر
یہ زنجیرین ہین باہر اور یہ ویرانہ مرقد مین

ہوئے ارمان و حسرت یاس و حرمان مرے ہمدم رخصت
شب تاریک غم کا ساتھ پر چھوٹا نہ مرقد مین

نہین کوئی بیان پرسان کسیکا وقت تنہائی
نظر آتا ہے ہر جانب مجھے ویرانہ مرقد مین

عدم آباد کو جاتا ہون مین یارون سے ملنے کو
چلی بدلیکے مجھکو ہمت مردانہ مرقد مین

لیا ہے جسنے دل میرا مین بندہ ہوا اُسیکا ہون
فرشتون سے کہو مجھسے کرین جھگڑا نہ مرقد مین

سر گور غریبان ہاتھ اوٹھا کر کہہ گیا کوئی
ملے راحت کسیکو ایکدم ہمسا نشانہ مرقد مین

مری ہر بات پہ کہتے ہین کیا کیا مجھکو دھمکا کر
فرشتے کر رہے ہین ناز معشوقانہ مرقد مین

اثر وحشت کا اکبر بعد مردن بھی رہا جاری
کہ گھبرانے سے باز آیا مرا تلوار نہ مرقد مین

پوشیدہ ہین دل مین کہ کلیجہ مین نہان ہین
کیا جانئے تیر نگہ یار کہان ہین

مٹی مین ملانیکو سوئے قبر روان ہین
ہم دوش پہ احباب کے اک بار گران ہین

غیرون پہ تلطف ہے ترحم ہے کرم ہے
معلوم ہوا آپ بڑے فیض رسان ہین

پھولی نہ پھلی شاخ امید اپنی کبھی آہ
ہم گلشن آفاق مین پامال خزان ہین

حیران ہون نہ ہوش ہے نہ بیخود ہون سراپا
جلوے کے اثر یون مری صورت سے عیان ہین

کہتا ہے کوئی برق تجلی کو دکھا کر
اے طالب دیدار ترے ہوش کہان ہین

نکلے منہ سے جو بولین تو کھلے راز حقیقت
کیون مہر نہ قفل در گنج نہان ہین

جاگیر لحد موت نے بخشی ہے عدم مین
اب ہمکو یہ دعوی ہے کہ ہم اہل مکان ہین

افسردگی خاطر ناشاد مدد کر
غم ہائے غریب الوطنی کاہش جان ہین

رونق ہے اگر بزم سخن کی تو ہمین سے
ہم باعث دل بستگی طبع جہان ہین

مضمون نہین ہی تو نہ ہو اپنی غزل مین
اکبر یہی کیا کم ہے کہ ہم اہل زبان ہین

میرے اونکے وصل کے اقرار کچھہ یونہیں سے ہین
کیا کسیکا خوف ہے تیار کچھہ یونہین سے ہین

اُنکو مطلق دوست دشمن کی نہین ہوتی تمیز
واقعی تیر نگاہ یار کچھہ یونہین سے ہین

وہ بت کمسن ہین ابہی ہوتے ہوتے ہووینگے جوان
اُنکے سینہ پر ابہی آثار کچھہ یونہین سے ہین

میری وحشت کا زمانہ کی زبان پر ذکر ہے
آپکے چرچے سر بازار کچھہ یونہین سے ہین

دل مین ہی کوئی زبردستی پلادے تو ہین
دختر رز سے شیخ جی بیزار کچھہ یونہین سے ہین

رفتہ رفتہ کردیا بدنام آخر آپ کو
ہم نہ کہتے تہے کہ یہ اغیار کچھہ یونہین سے ہین

درد کچھہ یون ہی سا ہی دلمین خلش یون ہی سی ہی
مضطر و حیران مرے غمخوار کچھہ یونہین سے ہین

اُنکی غفلت مین ہے ہشیاری برابر کی شریک
خواب کچھہ یونہی سا ہے بیدار کچھہ یونہین سے ہین

کل قسم کھائی تہی لیکن آج پہر پہنچے وہین
حضرت اکبر بہی میرے یار کچھہ یونہین سے ہیں

نظر جب وہ تجلی آئی پروانہ کی آنکھونمین
ہوا بیخود یہ حیرت چہائی پروانہ کی آنکھونمین

کوئی اُس عالم سوز نے اوصاف کیا جانے
بہری ہی شمع کی زیبائی پروانہ کی آنکھونمین

چلا جاتا ہی لیکن خوف جان مطلق نہین کرتا
قضا پہرتی ہی کیا اترائی پروانہ کی آنکھونمین

تو وہ ہے رشکِ شمع انجمن اے مجمعِ خوبی
کھٹکتا ہے ترا شیدائی پروانہ کی آنکھوں مین

گرا جو شمع پر اُسنے جلا کر خاک کر ڈالا
کھٹکتی ہے یہ چربی چھائی پروانہ کی آنکھوں مین

لئے بے پردہ اسنے شمع کے بوسے سرِ محفل
حیا آتے ہوئے شرمائی پروانہ کی آنکھوں مین

لباسِ شمع سبز انجمن کا عکس پڑتا ہے
تماشا ہے جمی ہو کالی پروانہ کی آنکھوں مین

یہ کسکے جلوۂ دلکش نے روشن کر دیا عالم
یہ کون آیا بصد رعنائی پروانہ کی آنکھوں مین

حسد سے جل گیا اکبر کو اوسکو دیکھکر یک جا
الٰہی کیسی غیرت آئی پروانہ کی آنکھوں مین

عشق مین ہون چین مین ہون نہین راحت مین ہون
کوچۂ دلدار مین ہون یا کہ ایک جنت مین ہون

واہ کیا آرام ہی کچھ فکر دنیا ہی نہین
چین سے لیٹا ہوا مین گوشۂ تربت مین ہون

مین یہان اور میرا لامکان پر دہیان ہے
ظاہراً ہستی مین ہون لیکن بڑی غفلت مین ہون

داورِ محشر کسی کا دہیان ہے اسدم مجھے
پوچھنا اُسوقت میرا حال جب رخصت مین ہون

حشر مین کیا ملگئے دو چار خرمونکے درخت
شیخ صاحب یہ سمجھتے ہین کہ مین جنت مین ہون

خواب مین بھی تو کبھی چھیڑا نہین مینے اُسے
پھر سزاوار خطا ہونگا مین تو کس علت مین ہون

ای قضا تو ہی چلی آ وہ نہین آتے اگر
جان سے بیزار مین اپنی شب فرقت مین ہون

میری جانب بھی نگاہ لطف ہو جائے کبھی
مین ہی تو اک بندگان دامن دولت مین ہون

کیا سناؤن حال دل اکبر کہ اس کو چھوڑ کر
رنج مین ہون غم مین ہون صدمون مین ہون آفت مین ہون

فتنے تو جمع ہو گئے میدانِ حشر مین
یہ طرفہ دل لگی ہے کہ کر کے مرا گلہ
جوشِ جنون وہان رہا گر تو دیکھنا
وہ بھی ہے اک جلوہ گہ یاردلستان
کس نے لحد کے عیش محل سے جگا دیا
خلقت کا ایک بار ہی بس فیصلہ ہوا
چلتے ہین ساتھ اور یہ بہلائے جاتے ہین
سب ظلم بھول جاؤ گے خالق کے سامنے

چلیے کمی ہو آپ کی سامان حشر مین
انصاف چاہتے ہین وہ دیوان حشر مین
باقی رہے گا تار نہ دامانِ حشر مین
واعظ کچھ اور بات کہہ شان حشر مین
یہ کون مجھکو لایا ہے طوفان حشر مین
وہ بن سنور کے آئے جو میدان حشر مین
کہنا رہے خلاف نہ دیوان حشر مین
دیکھو سمجھ کے بات کہو شانِ حشر مین

اکبر یہ جوشِ گریہ وہان رہا تو تم
طوفان اک اٹھاؤ گے طوفان حشر مین

گذری ہے خیالِ خم گیسوے دوتا مین
عشاق کرتے ہین لطف ستم آمیز
کہتے ہین وہ مصروف دعا پاکے یہ مجھکو
کیون تشنہ پھرا چشمۂ حیوان سے سکندر
زاہد کو نہ جنت ہی ملے گی نہ جہنم
قانع نہین ہوسنگے کبھی تا بہ قیامت
جو صاحبِ باطن ہین مکدر نہین ہوتے

کاٹی ہے بلاسے شبِ غم یاد بلا مین
شامل ہے وہان زہر بھی تھوڑا سا دوا مین
تاثیر نہین لعنتی ہے درگاہ خدا مین
کچھ زہر تو آمیز نہ تھا آبِ بقا مین
یہ چھوڑ دیا جائے گا وان راہ خدا مین
دنیا بھی سما جائے جو کشکول گدا مین
جنتی ہی نہین گرد دل اہل صفا مین

نہ ہی امید باقی آرزو ہی اور نہ حسرت ہے
الٰہی تیری رحمت سب مجھی پر صرف ہو جائے

دل ہمارے کے بس ایک غنچہ او نہیں ہیں ہیچ ہیچ ن
نکو کار و نہیں عالم ہی گنہگار و نہیں میں ہیچ ہیچ ن

نہیں ہے مجھ میں طاقت اٹھ سکے اب جا نکلی ہی اکبر
پڑا لاچار اُس کوچہ کی پہ پاؤ نہیں ہیں ہی ن

مارے بت نے میں پہ بسمل نے ہاتھ پاؤن
شرمندگی سے عرق عرق جا نہ ہو گیا
انجان بن رہے ہیں مجھے قتل کر کے وہ
اوسکی گلی میں پھر یہ لیے جاتا ہے مجھے
لاغر وہ تھا کہ اوسکی سمجھ میں نہ آسکا
شرم و حجاب حسن کے سامان دیکھیے
ناآشنائے عشق کا حافظ ہے اب خدا
لو بعد قتل لاش پہ اب سرور رہے ہیں وہ

کر ڈالا ذبح باندھ کے قاتل نے ہاتھ پاؤن
جسدم دکھائے اس مہ کامل نے ہاتھ پاؤن
کیا پیٹ سے نکالے ہیں قاتل نے ہاتھ پاؤن
قبضہ میں کر لیے ہیں مرے دل نے ہاتھ پاؤن
دیکھے بہت ٹٹول کے قاتل نے ہاتھ پاؤن
لیلیٰ کے کیا چھپائے ہیں محمل نے ہاتھ پاؤن
توڑے ہیں بحر عشق کے محمل نے ہاتھ پاؤن
کیسے بچائے اُس بت قاتل نے ہاتھ پاؤن

اکبر تو راہ شوق میں چلکر ہی رہ گئے
کیا توڑ ڈالے پہلی ہی منزل نے ہاتھ پاؤن

ردیف واو

آؤ اے جنتیو گنبدِ خضرا دیکھو
قبۂ عرش ہے یہ قصرِ معلی دیکھو

آؤ اے خضر مدینہ کا تماشا دیکھو
سبز پردون کا مری آنکھون سے جلوا دیکھو

سامنے روضۂ انوار کے مین محو تو زما ہون
حسرتون کا مری خوش ہو کے نکلنا دیکھو

دیکھو وہ سامنے محراب کے ہے گنبد سبز
اہل کعبہ ادہر آؤ مرا کعبا دیکھو

روضہ سے جالیون تک آؤ ذرا شاہ امم
مین تڑپتا ہون ذرا میرا تڑپنا دیکھو

روشنی شمع سر طور کی دیکھی ہوگی
شمع بالین پیمبر کا بھی جلوا دیکھو

دیکھی کعبہ مین چراغان منارات کی سیر
آؤ تشریح کے روضہ کا بھی جلوا دیکھو

صف بصف باادب استادہ ہین سب بہر سلام
چشم رحمت سے انہین پادشہ والا دیکھو

آپ کے ہجر مین باقی نہ رہی طاقت ضبط
آؤ اب خاک پر اکبر کا تڑپنا دیکھو

ہم ساتھ لے کے آئے ہین تصویر یار کو
کیونکر نہ خلوت جانان مزار کو

یہ منت خاک لحد فرق حد سے بڑھ گئی
کہتے ہین لوگ ڈھیر ہمارے مزار کو

بیگانہ بنگئے آئے ہین وہ فاتحہ کو بھی
واقف ہین اور پوچھ رہے ہین مزار کو

روتا ہی یہ تو ہنستی ہی گیا کیا زمین باغ
گریہ خوشی کا آتا ہے ابر بہار کو

اُس رشک گل کو آئے تو جوبن شباب پر
ہم دکھائینگے کوئی عالم بہار کو

تلوؤن کو میرے چومتے ہین خار دشت مین
رکھتے ہین سب عزیز غریب الدیار کو

گو نقش دو طرح کے ہین نقاش ایک ہے
دعوی برابری کا ہے پھولون سے خار کو

پانی وہی زمین وہی ہے ہوا وہی
کتنا جدا کیا ہے مگر گل سے خار کو

اکبر تمہارے در پہ ہے بیٹھا دھنی دیے
مایوس کیجئے نہ اس امیدوار کو

خدا ایسا کرے تم بھی کسی معشوق کو چاہو
تمہارا بھی کسی کے ہجر میں خونِ تمنا ہو

کسیکو جان سے مارو کسیکو نیمجاں چھوڑو
کوئی بسمل تڑپتا ہو کوئی لاشہ پھڑکتا ہو

مری تصویر کا سر کاٹنے بیٹھے ہیں خنجر سے
اُنہیں ہر دم یہی دُھن ہے کہ تم ہو تو نرالا ہو

یہ دم اور وں کو جا کر دیجئے اے حضرت واعظ
تمہاری چال میں وہ آئے جو آنکھوں کا اندھا ہو

مصوّر نے کہا یہ کھینچکر تصویر اس بت کی
جو صورت ہو تو ایسی ہو جو نقشہ ہو تو ایسا ہو

تمہاری چاہنے والی اُسی سے داد چاہیں گے
مجھے ڈر ہے قیامت میں خدا سے کچھ نہ جھگڑا ہو

کروں میں ظلم کی فریاد پیشِ داورِ محشر
وہ کافر وقت پرسش دل میں چھپائے یہ نقشا ہو

جفاؤں سے نہ تم چھوڑو وفا کو میں نہ چھوڑونگا
اسی صورت سے نبھ جائے تو پھر اچھا ہی اچھا ہو

فصیح الملک کو چاہا نظام الملک نے اکبر
ترقی اس غرض سے کی کہ تا اعزاز بالا ہو

اُس نبی کی نور میں کیوں شان یکتائی نہو
جو جمالِ خالقِ کونین کا آئینہ ہو

ہائے قسمت یوں پھروں میں در بدر شوریدہ سر
میرا سر ہو اور تری در پر جبیں سائی نہو

اُسکا ایماں ہی نہیں جسکو نہیں تیری تلاش
وہ مسلماں ہی نہیں جو تیرا شیدائی نہو

پردۂ انسا نہیں آکر خود دکھانا تھا جمال
رکھ لیا نام محمدؐ تاکہ رسوائی نہ ہو

حشر برپا کیوں ہوا میری گناہونکو کہیں
کھینچکر رحمت تری دربار میں لائی نہو

اس دعا پر اکبر عاصی کی سب آمین کہیں
یا الٰہی عرصۂ محشر میں رسوائی نہو

کیا برباد قسمت نے غریبوں کے مزاروں کو
بگولا ڈھونڈھتا پھرتا ہے اب کسکے غباروں کو

نگارستان قدرت ہے دہر اک صحرا ہر اک گلشن
ہوائے موسم گل نے رنگا ہے لالہ زاروں کو

بہے ہیں باغ رواں ہمراہ لیجاوے جہاں چاہو
چمن کیا پائینگے ان گلعذاروں کی بہاروں کو

سکندر دیکھتا اقبال گر ان کا تو مرجاتا
عجب دولت خدا نے دی تری آئینہ داروں کو

تمہاری کفش نے پر کسطرح ہمتا نے پائی
فلک پر چمن زیبا ہے کس قرینہ سے ستاروں کو

کسی کی آستان بوسی کا سودا ہے مگر اسکو
جھکایا ہے فلک کی کسقدر اپنی کناروں کو

اُتر کر تخت زریں سے پھر آ کر خاک پر سوئے
تکلف ہو لیجانا ہی پڑا ان تاجداروں کو

سوار اشپت رہوار اجل ہیں جتنے انسان ہیں
کہاں نوبت اترنے کی ملیگی ان سواروں کو

دعا ہے اکبر بے خانماں کی اب یہی تجھسے
مرے دلمیں بسا دے یا خدا ان چار یاروں کو

ہمارے واسطے اے چرخ نو ایجاد کچھ بھی ہو
جفا ہو یا وفا یا ظلم یا بیداد کچھ بھی ہو

سوال وصل پر خاموش کیوں ہو اسقدر ظالم
نہیں ہو یا کہ ہاں ہو ہو مگر ارشاد کچھ بھی ہو

اثر ہو جسمیں اُسکو شوق سے آغاز کر اے بلبل
فغاں ہو آہ ہو نالہ ہو یا فریاد کچھ بھی ہو

لگاؤ تا حل آپ [illegible] عشاق شہادت پر
چھری ہو تیغ ہو یا خنجر فولاد کچھ بھی ہو

تمہارا چاہنے والا ہو لے کر نام رکھدو تم
سڑی سودائی رسوا قیس یا فرہاد کچھ بھی ہو

مجھے ایجوش وحشت ایسی جا لیچل کہ دل بہلے
کہوں کیا داستان غم شب خلوت بھلا تجھسے
سنا دیوہ خبر القاصد جاناں کہ جی اُٹھوں

چمن ہو دشت یا ویرانہ یا آباد کچھ بھی ہو
تری سر کی قسم اسدم جو مجھکو یاد کچھ بھی ہو
نوید مرگ ہو وہ یا مبارکباد کچھ بھی ہو

دل اکبر بہت مدت سے مشتاق زیارت ہے
دکن کو ہم تو آتے ہیں اب ای اُستاد کچھ بھی ہو

تم شوخ و شریر آدمی ہو
کہتا شب وصل ہائے اُسکا
اے چرخ خدا کا قہر تجھ پر
کیوں صدمۂ یاس سے نہ مرجاؤں
کہتا ہوں وہی جو کہہ رہا تھا
باتیں تو کرو ملاؤ تو آنکھ
واعظ کوثر کی اتنی تعریف
گذری قلق و غم و الم میں

چنچل ہو چھلاوہ ہو پری ہو
بس دور ہے آج دل لگی ہو
میری تو نہو تیری خوشی ہو
جب مانع قتل ناز کی ہو
کھاتا ہوں قسم جو بات کی ہو
تم اور نہو کوئی یا وہی ہو
ایسا تو نہو کچھ اس میں نی ہو
ایسی بھی بُری نہ زندگی ہو

اکبر نہیں شک کچھ اس میں تم بھی
اس عہد کے میر و مصحفی ہو

خوف کیا ہے دین لو ایمان لو
جسپہ تم مشق ستم کرتے تھے روز

صبر لو دل لو سکوں لو جان لو
میں وہی ہوں حضرت لو پہچان لو

غیر کو مارا ہے کسنے کیا خبر — مجھپر اُسنے رکھدیا طوفان لو

آج تو اقرار کر لو وصل کا — رحم ہے دل میں تو کہنا مان لو

آرزوئیں چل بسیں حسرت مٹی — عشق دل میں ہو گیا ویران لو

آئینہ میں شکل اپنی دیکھکر — آپ ہی وہ ہو گئے حیران لو

ہم شبِ وعدہ یہاں ہیں منتظر — وہ وہاں ہیں غیر کے مہمان لو

عطر ملتے تھے خوشی سی مجھ کو جو — یہ یہی وہ کہتے نہیں اب جان لو

اُس میں لکھا ہے تمہارا ہی گلہ
مول اکبر کا نہ تم دیوان لو

اُس شوخ کو دل دیکے بیتاب نہ کیوں ہو — وہ برق ہی جب ہے تو یہ سیماب نہ کیوں ہو

جب خنجر پُر آب ہو قاتل کا بہت تیز — دلمیں اثرِ سوزشِ سیماب نہ کیوں ہو

اس کان لطافت کے ہی دانتوں کا تصور — ہر اشک میرا گوہر نایاب نہ کیوں ہو

جب واسطے انسان کے ہے راحت و آرام — پھر عمر بھلا صرف خور و خواب نہ کیوں ہو

ملتا نہیں ہر ایک سے وہ گل تو گلہ کیا — جو چیز کہ نادر ہے وہ کمیاب نہ کیوں ہو

جس جا پہ کہ ہو دختر رز انجمن آرا — اُس بزم میں پھر جلوۂ مہتاب نہ کیوں ہو

ناچار دل افگار وہ کہتے ہیں عدو سے — جلتا ہوں کہ میرا ہی یہ القاب نہ کیوں ہو

اچھا مگر اُنکی جو نہیں ہے نہ سہی پھر — معدوم ہی جب ہے تو وہ نایاب نہ کیوں ہو

رونے کا نتیجہ ہے یہی حضرت اکبر — اشکوں سے رواں خلق میں سیلاب نہ کیوں ہو

جاتی ہی نہیں دل سے تمنائے مدینہ
پھرتا ہے مری آنکھوں میں صحرائے مدینہ

قربان مزار شہ والائے مدینہ
دل خلد کا ہے گنبد خضرائے مدینہ

مقصد ہے میرا یہی مگر فرط ادب سے
لب تک نہیں آتا کہ ہوں شیدائے مدینہ

دلمیں ہے کہ مر کر بھی نہ نکلیں گے وہاں سے
اب کے نہیں تقدیر جو دکھلائے مدینہ

سب دوریاں نزدیک ہیں دلمیں ہو اگر عشق
ہم ہند میں ہیں آنکھوں میں صحرائے مدینہ

سودا ہو جو سر میں تو مدینہ کے سفر کا
ہو عشق تو عشق شہ والائے مدینہ

کعبے گئی تھی ڈھونڈھنے ہم ہند سے جسکو
تھا دلمیں وہی انجمن آرائے مدینہ

ہر مرتبہ بڑھتا ہی گیا ولولۂ شوق
کیا لطف دکھاتی ہے تمنائے مدینہ

کعبے سے میرا خانۂ دل کم نہیں اکبر
روشن ہے یہاں شمع تجلائے مدینہ

کروں کیا میں وصف بہارِ مدینہ
ہیں خوشرنگ پھولوں سے خارِ مدینہ

ہو مدفن مدینہ کے جنگل میں میرا
مری خاک ہو اور جوارِ مدینہ

جنوں میرا پھیلائیگا پاؤں کیا کیا
ترقی کرے گی بہارِ مدینہ

مرا نقد دل نذر سلطان طیبہ
میرا دین و ایمان نثارِ مدینہ

فلک پر ہے کوثر تو مکہ میں زمزم
مری آنکھوں میں آبشارِ مدینہ

سنئے قصۂ ہجر فرقت زدوں کا
کہاں ہے میرا تاجدار مدینہ

ضرورت ہے سرمہ کی آنکھوں کو میری
صبا مجھ کو لادے غبار مدینہ

شرف کعبہ پر ہے مریدوں کو اکبر
یہ ہے مسکن شہریار مدینہ

وقت زینت دیکھئے توقیر پشت آئینہ
زانوئے دلدار ہے جاگیر پشت آئینہ

انجمن کی انجمن حیراں ہے اسکو دیکھکر
سب ہیں ششدر صورت تصویر پشت آئینہ

صحبت اہل صفا ہے صاف عزت کی دلیل
آئینہ کیسا ہے توقیر پشت آئینہ

آئینہ اسکو دکھایا اسکے روئے صاف نے
چپ نہو کیوں بلبل تصویر پشت آئینہ

باندہی جاتے ہیں وہی ہیں جو کہ بدبخت ازل
عکس گیسو بن گیا زنجیر پشت آئینہ

آپ نے کیوں اس سے منہ پھیرا سبب ہی کوئی ہے
آپ ثابت کیجئے تقصیر پشت آئینہ

اسمیں ہی لکھا ہوا ہی وصف خال و زلف یار
کہہ رہی ہی صاف یہ تحریر پشت آئینہ

ہاتھ سے وہ چھوڑ پائے تھے کہ خود بیں ہوگئی
ہمنے دیکھی ہے عجب تاثیر پشت آئینہ

سر بہ پیکے اور پہلو میں آسے زینت ملی
وقر یہ عاشق کا وہ توقیر پشت آئینہ

چھو لیا کسنے دم آرائش و زیبائش اسے
آج ہے افلاک پر تقدیر پشت آئینہ

پاس رہکر ہی تو ہم دیدار سے محروم ہیں
کیا ہوئی ہم گر ہوئے تصویر پشت آئینہ

حضرت جوہر نے اکبر خوب لکھی ہی غزل
جسمیں ہے اک قافیہ توگیر پشت آئینہ

زخم کھا کر بڑھ گیا شوق شہادت اور بھی
ایک چرکا تلوار کا ہے اور ضرورت اور بھی

جب آئی وعدہ پر وہ اور بڑھا کا اشتیاق
بڑھ گئی ناکامیوں سے اپنی ہمت اور بھی

تیرہ بختی ایک تو پہلی ہی سے قسمت میں تھی
آگئی ان گیسوؤں کو چھو کے شامت اور بھی

جب سے وارفتہ تری رفتار کا سمجھی ہے وہ
ناز اب کرینگی ہمسے قیامت اور بھی

ایک تو پہلے ہی سے تھا انمیں جادو کا اثر
شرمگیں ہو کر ہوئیں آنکھیں وہ آفت اور بھی

قہر تھا جانا ہی تیرا اور پھر منہ پھیر کر
حشر برپا کر رہی ہے یہ قیامت اور بھی

روز و شب ہاتھوں میں ہے تیری چراغ مہر و ماہ
او فلک دیکھی ہے تونے ایسی صورت اور بھی

اے خدا پہلے سے اب بڑھکر مدینہ کا ہے شوق
ایکبار اکبر کو ہو جائے زیارت اور بھی

تا دم مرگ نہ کی ترک رفاقت میری
درد دل کیا لکھوں کی تونے جو خدمت میری

نظر بد کا ہے ڈر سامنے مشاطہ نہ آئے
آئینہ آپکو دکھلائیگی حیرت میری

خاکساری کا اثر بعد فنا بھی نہ گیا
کبھی اونچی نہ زمیں سے ہوئی تربت میری

ایک ساعت کو رہی چپ تو میں فریاد کروں
کوئی سنتا نہیں اے شور قیامت میری

میکشو دختر رز کو مری آگے سے ہٹاؤ
کچھ نہ بن آئیگی بگڑیگی جو نیت میری

موت کو مژدہ ہے افسوس ہے ارمانوں کو
ضعف بڑھتا ہے گھٹی جاتی ہے طاقت میری

میں تو کہتا ہوں کہ وہ آئیں نہ آئیں کیونکر
کٹی ہاتھ اس سے بڑی نکلی تری نے لعت دراز
عقل کہتی ہے کہ رہ معرکۂ عشق سے دور

ناصحا ہو بھی تو قابو میں طبیعت میری
میں تو سمجھا تھا بہت کچھ گئی ہمت میری
دل یہ کہتا ہے گھٹی نہیں ہمت میری

نازکی کسکی پسند آئے مجھے اے اکبر
نازک اب حد سے زیادہ ہے طبیعت میری

میری جمعیت دل کا نہیں سامان کوئی
اسقدر تیز روی باگ ذرا نرم کرو
دل تو ہے میرا اگر تیر تمہارے ہوں تو ہوں
لوگ پہنچانے کو تا منزلِ اول آئے
مرحبا صل علی الحسن کے یہ معنی ہیں
فصل گل آئی ہے اب عام ہوئی وحشت دل
قیس نے نجد سے باہر کبھی رکھے نہ قدم
یاد ہے مجھکو کسی گل کا کتابی چہرہ
تو وہ آفت ہے کہ منتر ہی نہیں ہے جسکا

اپنی زلفوں کی طرح خود ہے پریشان کوئی
پیچھے پیچھے ہے تری عمر گریزاں کوئی
کھینچنے دو نگانہ انہیں ہے میں پیکاں کوئی
اور یاں زاد سفر کا نہیں ساماں کوئی
دیکھکر آئینہ خود ہو گیا حیراں کوئی
چاک ہونے سے بچیگا نہ گریباں کوئی
ہمنے چھوڑا نہیں وحشت میں بیاباں کوئی
میں پڑھاؤں جو پڑھے مجھسے گلستاں کوئی
تیر اکاٹا نہ جیا اے شب ہجراں کوئی

میں جو کہہ لیتا ہوں کچھ ہے مجھے حیرت اکبر
میری جمعیت دل کا نہیں ساماں کوئی

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی

مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی

معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
سجدہ کیلئے سر جو جھکاتے ہین نمازی

خدمت کیلئے حورین سکونت کیلئے خلد
پھولے نہین جامہ مین سماتے ہین نمازی

کہتا ہے یہ دروازہ پہ داروغہ جنت
ہٹ جاؤ کہ فردوس مین جاتے ہین نمازی

حورین ہین لئے ہاتھ مین ہر رنگ کے میوے
پھل اپنی نمازون کا یہ پاتے ہین نمازی

ظہر و سحر و عصر کو مغرب کو عشا کو
اللہ کے دربار مین جاتے ہین نمازی

ڈرتے ہین قضا ہونیسے مٹتے ہین ادا پر
جان اپنی نمازون مین لڑاتے ہین نمازی

سجدہ کا نشان چاند سا روشن ہے جبین پر
حوران بہشتی کو بھاتے ہین نمازی

حوران جنان کہتی ہین اکبر سے کہ سرکار
لو تم بھی چلو خلد مین جاتے ہین نمازی

زمین ملجائے طیبہ مین مجھے سرکار تھوڑی سی
یہی اک عرض ہے سن لو سرورا تھوڑی سی

ہے وقت جانکنی اوقت تو صورت دکھا دیجے
کہ باقی ہے حیات عاشق بیمار تھوڑی سی

مری مشکل کشائی کیجئے یہ مشکلین مولا
تمہین آسان بہت سی ہین ہمین دشوار تھوڑی سی

ہوا جاتا ہون غرق بحر عصیان المدد مولا
کہ کشتی ہوتے ہوتے رہگئی ہے پار تھوڑی سی

جھلک اس حسن دلکش کی دکھادو چشم موسی کو
مے مولا ذرا سی سید ابرار تھوڑی سی

زلیخا کی طرح آتے خریداری کو خود یوسف
دکھاتے تم تجلی گر سر بازار تھوڑی سی

بس اے اکبر اسے چلکر مدینہ مین بسر کیجے
بہت سی ہو چکی اب زندگی ہے یار تھوڑی سی

اپنی محفل مین تو خوش ہو کے بلالے ساقی
ترے قربان مین اے گیسوؤن والے ساقی

نام جم جم ترا میخانۂ ہستی مین رہے
دیدے اک جام پیاسونکی دعا لے ساقی

کھینچ لایا مجھے کوثر یہ ترا شوق جمال
کرتا پھرتا تھا سر حشر مین نالے ساقی

کسقدر نشۂ غفلت سے پڑا ہون بیہوش
اب گرا مین یہ چلا بہر خدا اے ساقی

سوئے رخ کہتی ہین جھک جھک کے گھٹائین کالی
لین بلائین تری اے گیسوؤن والے ساقی

حامد و احمد و محمود و محمد قاسم
پیارے پیارے ہین ترے نام نرالے ساقی

اپنے اکبر کو بھی اک جام محبت دینا
اے نئے ساغرون کے بانٹنے والے ساقی

روضۂ سید مظلوم کے جانے والے
ہین مکان گلشن فردوس مین پانیوالے

اسپہ مرتے ہین کہ ہو خاک شفا جائے مزار
بے ٹھکانے تو ہین شہ کے ٹھکانیوالے

تشنگی مین بھی رہے فیض کے دریا جاری
تھے نہ حیدر کے پسر آنکھ چرانیوالے

ہائے پانی نہ ملا اونکو لب نہر فرات
جنکے مان باپ تھے کوثر کے لٹانیوالے

روضۂ شاہ پہ رہ جائینگے جاکر اکبر
نہیں نادر کی طرح لوٹ کے آنے والے

مین صدقے ترے نور کے تاج والے
مجھے بھی تو متوالا اپنا بنالے

مری جان و دل تیرے اوپر تصدق
مرے دین و ایمان ہین تیرے حوالے

تڑپتا ہے دل اور ترستی ہین آنکھین
کہان ہو تو اے زلف لٹکانیوالے

بوقتِ شفاعت محمدؐ سے حق نے
تو مانگ اپنے ماں باپ یا اپنی امت
کہا میرے مولا نے رو کر خدا سے
ترے رحم پر اپنے ماں باپ چھوڑے
کہا جوش میں آ کے بحرِ کرم نے

کہا میرے پیارے جہان سے نرالے
بس ان دونوں سے ایک کو بخشوا لے
کہ اے عزت و عظمت کی شان والے
و لے نار سے میری امت بچا لے
کہ پیارے تو چاہے جسے بخشوا لے

خدا کہہ رہا تھا محمدؐ سے اکبر
کہ گلزارِ جنت ہے تیرے حوالے

سنگ کو آپ چھوئیں جوہرِ قابل ہے وہی
آپ جس گھر میں قدم رنجہ کریں دل ہو وہی
تم وہی ہو مگر افسوس وہ باتیں نہ رہیں
اوٹھ گیا دیدۂ عاشق سے دوئی کا پردہ
جسنے کی اپنی حقیقت پہ نظر ہے آگاہ
جسکا میلانِ رخ دنیا کی طرف ہو وہ ہو مرد
ہمکو ہر وادیٔ تحریر میں کھٹکا کیا ہے

آپ چین لین جسے ایجان جہان دل ہو وہی
رونق افروز جہان آپ ہوں منزل ہو وہی
ہیں وہی شخص جو ان ایجان مرادل ہو وہی
وہی لیلیٰ ہو وہی قیس ہے محمل ہے وہی
بیخبر آپ سے جو شخص ہے غافل ہے وہی
مبتلا ہو جو تری زلف کا مائل ہے وہی
باؤں پھیلا کے جہان سو گئے منزل ہو وہی

ہے کوئی ایسی مسافر کے لیے جا اکبر
نام ہے قبر مگر عیش کی منزل ہے وہی

بشر سے ثنا کیا ہو حضرت علیؑ کی
شریعت مین ہی فرض الفت علیؑ کی
بُلا کر شبِ وصل حضرت کو حق نے
ابھیؑ لے اوڑین سب نے مین نجف کو
الٰہی وہ دن مجھکو آنکھون سے دکھلا
چمن قابلِ سیرِ صلِ علیٰ ہے
زمین آسمان سب یہ ہین چارون کے
علیؑ بازوے قوت مصطفےٰ ہے

خدا جانتا ہے حقیقت علیؑ کی
ہے ایمان مومن محبت علیؑ کی
دکھا دی سرِ عرش صورت علیؑ کی
ملک پر کھلے گر حقیقت علیؑ کی
کہ دیکھون نجف جاکے تربت علیؑ کی
ہے غنچہ مین بو گل مین رنگت علیؑ کی
کہین اس سے پہلے ہی خلقت علیؑ کی
ہے زورِ ید اللہ طاقت علیؑ کی

نکالے زلیخا بھی یوسفؑ کو اپنے
دکھاتا ہے اکبر بھی صورت علیؑ کی

جو جستجو ہے تو ہے تیری جستجو باقی
نہ مین رہون نہ رہے میری آرزو باقی
اُسے بقا نہین ہرگز جو تجھ سے خالی ہے
گھر کیطرح سے ہو جائے گوشہ گیر بشر
بنایا کرتے تھے جو رات رات بھر بلفین
نہ جائیگی کبھی لاگ اُنکے تیغ ابرو کی
رہو لَ نہ بندِ لبِ مرگ چشم عاشق زار

جو آرزو ہے تو بس تیری آرزو باقی
قیام تجھکو ہے ہے تیری جستجو باقی
نہین فنا اُسے رہجائے آبرو باقی
جو چاہتا ہے کہ رہجائے آبرو باقی
یہ مٹ گئے نہ رہا ایک تار مو باقی
رہے گا جسم مین جبتک مرا گلو باقی
کسیکے دید کی ابتک ہے آرزو باقی

نکل چکی ہین مرے دل کی سب تمنائین — اب ایک جان ہے یا تیری جستجو باقی

کھلا یہ آمد و رفت نفس سے اے اکبر
ابھی تو ہم کو ہے اپنی ہی جستجو باقی

نہین ہمکو خوف عذاب سے کہ تو عاصیوں کا کفیل ہے — ترا نام رحمت عالمین تو حبیب رب جلیل ہے

کوئی تجھسا ای شہ دوسرا نہ حسین ہے نہ شکیل ہے — ترا نور نور جلیل ہے ترا حسن حسن جمیل ہے

شجر و حجر ملک و بشر ہین زبان حال سے نغمہ گر — کہ درود بھیجنا آپ پر رہ مغفرت کی دلیل ہے

تو خدا کا سچا حبیب ہے تجھے حق کا وصل نصیب ہے — ترا یا محمد مصطفےٰ کوئی مثل ہے نہ عدیل ہے

در ساقی تسنیم پر یہی دھوم ہوگی بہشت مین — چلو پینے والو سبیل ہے چلو پینے والو سبیل ہے

ترے حکم کا جو مطیع ہے وہ مکین خلد رفیع ہے — تری راہ سے جو پھرا شہا وہ خراب ہے وہ ذلیل ہے

دم واپسین مرے کبریا ہے کلمہ تیرے حبیب کا
بزبان اکبر بے نوا کہ یہ زاد راہ قلیل ہے

یا نبی دکھلائیے مکھڑا خدا کے واسطے — ایک جلوا اپنے حسن دلربا کے واسطے

کیا کرونگا نذر خالق روز محشر مین غریب — آپ کی تصویر لیجاؤن خدا کے واسطے

ایسی آلودہ نگاہون کو وہان کب بار ہے — اور آنکھین ہین جمال مصطفےٰ کے واسطے

صورت کعبہ یہان سے بھی نکلجائین یہ بت — ہے مکان دل شہ ہر دوسرا کے واسطے

کعبہ دل پاک کر رکھا ہے مین نے یا نبی — میہمان ہو آپ ہی سا اس سرا کے واسطے

خاک نعلین شہ دین ہاتھ آجائے اگر — ہو وہ سرمہ دیدہ دل کی ضیا کے واسطے

سب اسی کیواسطے ہین جسقدر ہین آفتین
آدمی پیدا ہوا رنج و بلا کے واسطے
خالِ رُخ دیکھا جو تیرا ہو گیا مین تندرست
ہے یہی حب الشفا دل کی دوا کیواسطے

آدمی ہون میری اصلیت ہی اکبر بھول چوک
ہے خطا میرے لیے مین ہون خطا کیواسطے

ابھی آئے تھے ابھی چل بسے مرنیوالے
یون سفر کرتے ہین دنیا سے گزرنیوالے
آفتین ڈہاتے ہین دنیا مین سنورنیوالے
لوٹے لیتے ہین زمانہ کو نکھرنے والے
صفت بوئے گل اس باغ جہان سے گزرے
کیا سبکدوش سے گئے آپ پہ مرنیوالے
آپ مٹجاتے ہین مگر رد نہو سائل کا سوال
ہم تو ہین قبر کا مُنہ خاک سے بہرنیوالے
نام سے راہ عدم کے مجھے کیون وحشت ہے
سب ہی راہ سے اکدن ہین گذرنیوالے
کُھل گیا بھید ہمین یار ترے گھونگھٹ کا
مُنہ دکھاتے نہین دل لیکے مکرنیوالے
دور ہی گھر ہین گھر آنگن ہین پریزادونکے
آنکھونمین پہرتے ہین یہ دل مین اُترنیوالے
کشتی عمر کنارے کے قریب آپہنچی
بحرِ ہستی سے ہین ہم پار اُترنے والے

خوب دیکھی ہے اندھیری شبِ غم کی اکبر
ہم نہین تیرگی قبر سے ڈرنے والے

سیہ کاریان بخشوا کملی والے
محمدؐ حبیب خدا کملی والے
مجھے اپنا جلوہ دکھا کملی والے
کہ ہون مین ترا مبتلا کملی والے
سبنے ناکہ سایہ ترا چترِ رحمت
یہان سے وہان اُڑ گیا کملی والے

پسند آئی خالق کو معراج کی شب
ترے کاکلون کی ادا کملی والے

تو کر سایہ زلفون کا جھک آئی سر پہ
سیہ کاریون کی گھٹا کملی والے

گرجتے ہین بادل چمکتی ہے بجلی
تو کملی مین اپنی چھپا کملی والے

کھلی رنگ مزمل سے محبت
کہ کہتا تھا خود یہ خدا کملی والے

عبادت مین ہر شام کو صبح کرنا
ہمارے لئے مرحبا کملی والے

نہ اتنی عبادت کو ہم نے کہا تھا
ورم پاؤن پر آگیا کملی والے

عبادت کو کر کم ہین روتے فرشتے
سحر کا اجالا ہوا کملی والے

پسند آئی خالق کو اللہ اکبر
عبادت تری مرحبا کملی والے

کہتے ہین خالق یہان محبوب جانی چاہیے
خلد مین ساعت محبوب جانی چاہیے

دیکھکر معراج مین انکو فرشتون نے کہا
ایسا مہمان چاہیے یون میہمانی چاہیے

ہجر شہ مین بستر غم پر گرایا ہے مجھے
اور کیا طاقت تجھے اے ناتوانی چاہیے

داستانِ غم کہانی دردکی جز آپکے
کس سے کہنی چاہیے کسکو سنانی چاہیے

شافع محشر نہین میرے گناہون کا شمار
ایسے عاصی پر تمہاری مہربانی چاہیے

جان بحق تسلیم ہے عشق رسول اللہ مین
تربت اکبر مدینہ مین بنانی چاہیے

ہمین زمانہ ہوا اُن سے دل لگائے ہوئے
عدم سے آئے ہین سر پہ بوجھ اٹھائے ہوئے

مجھی سے چلنے ہین چالین مرے سکھاے ہوے
بناتے آئے ہین مجھکو مرے بنائے ہوئے

خرام نازو زرا دیکھ بھال کر کیجے
ہم اپنی آنکھین ہین زیر قدم بچھائے ہوئے

یہ کیا ہوا کہ بھڑک اوٹھی آتش الفت
یہ آگ سینہ مین تھے کب سے ہم دبائے ہوئے

اشارہ کیجیے تیغ نگہ کو دیر ہے کیا
یہ کشتے ہین کھڑے سب گردنین جھکائے ہوئے

دل جگر ہین اونہیں کے کھینچنگے اونکی سی
جب اختیار سے اپنے گئے پرائے ہوئے

وہ رشک شمع پے فاتحہ جو آیا ہے
چراغ ہین مرے قدکے جھلائے ہوئے

جچے نظر مین بھلا اپنی کیا حسین کوئی
نگاہ مین تو مری آپ ہین سمائے ہوئے

جہان مین عید تھی کل جنکی دید کی اکبر
پڑے ہین آج لحد مین وہ منہ چھپائے ہوئے

آج بیتاب وہ رشک گل تر کتنا ہے
میری آنکھونمین خدا جانے اثر کتنا ہے

تم جو فرماتے ہو دل کو مرے چھوٹا سا مکان
آؤ خود دیکھو تو وسعت مین یہ گھر کتنا ہے

ہمسری کا قد دلدار کی ہے سرو کو شوق
اے صیاد دیکھ تو موزون یہ شجر کتنا ہے

ہاتھ آئی ہے تری حلقہ بگوشی جو اسے
شور دریا مین ہے اعزاز کتنا ہے

اوس حسین سے یہی کہتا ہے مرا دیدہ تر
دیکھون باریک ترا موئے کمر کتنا ہے

روز کر آتا ہے دو چار کو جا کر تہ خاک
باوجود اسکے بھی غافل یہ بشر کتنا ہے

دے بھی ڈالو کہین دل یار کو تم اے اکبر
خیر گر اسمین ضرر ہے تو ضرر کتنا ہے

نہ ذرہ ہے شہ ارض و سما کے آگے
شمع پروانہ ہے محبوب خدا کے آگے

بندۂ بیدرم صاحب لولاک ہین ہم
آدمی کیا ہے کہین ہم تو خدا کے آگے

آپکی ذات مبارک وسیلہ ہے ہمین
کیون اجابت نہ ہے اپنی دعا کے آگے

ہوگیا رنگ حنا جوش خجالت سے سیاہ
نہ جما رنگ بھی خون شہدا کے آگے

صبح کو چلتی ہے جدہر یہ مدینہ کی طرف
ہم بھی اڑتے ہوئے ہوتے ہین صبا کے آگے

یون ہے حضرت کو ہو لونکی جماعت مین فروغ
ماہ جسطرح چمکتا ہے سہا کے آگے

جیسے قطرہ کی حقیقت ہو سمندر کے حضور
یون خطا ہے مری حضرتکی عطا کے آگے

غازۂ عارض عصیان ہے شفاعت لاریب
سرخرو ہونگے گنہگار خدا کے آگے

سرخرو معرکۂ عشق مین اکبر ہی رہا
نہ بڑہا کوئی شہیدان وفا کے آگے

زلف شبگون سے جو وہ عارض زیبا نکلے
ارنی کہتے ہوئے قبر سے موسیٰ نکلے

کیسے دل تڑپکر نکلے کہ کلیجا نکلے
کون دونون مین پسند آپکو ہی کیا نکلے

دے اگر اذن زیارت رخ موزون ترا
سرو گلزار سے فردوس سے طوبیٰ نکلے

کیا بتا مین ہی کہان خانہ بدوشونکا مقام
ابھی گلشن مین ہین صحرا مین ابھی جا نکلے

دی اجازت نہ تڑپنے کی دم ذبح بھی حیف
وہ نہین چاہتے اتنی بھی تمنا نکلے

بزم ہستی کی ہے انسان کے دم سے رونق
خوب دیکھا تو ہمین انجمن آرا نکلے

ہمنے بیلائی تو ہے جنس محبت کی دوکان
یا خدا کوئی خریدار ادھر آ نکلے

حشر مین کوئی تو بخشش کا وسیلہ نکلے	الفت آلِ عبا سے ہے یہ معمور یہ دل

آج ہین گرم فغان ہم بھی چمن مین اکبر
آشیانے مین ہے کیون بلبل شیدا نکلے

رسول اللہ کا جلوہ یہین ہے	مدینہ کی عجب روشن زمین ہے
یہی نقشہ تو نقشِ یا لین ہے	رسول اللہ کی صورت کے قربان
ہمارا نامہ بر روح الامین ہے	لکھا ہے ہمنے حضرت کو عریضہ
کہ یہ محبوب کی پیاری زمین ہے	مدینہ کیون خدا کو ہو نہ محبوب
درِ جانان ہے اور اپنی زمین ہے	پڑھا ہم نے خطِ تقدیر اپنا
یہ پشتارہ تواب اوٹھتا نہین ہے	کمر خم ہو گئی بارِ گنہ سے
غرورِ حسن اُس کا ہمنشین ہے	وہان کیا بار ہو سکیگی
خدنگِ نازِ قاتل دل نشین ہے	چھپا کر اُسکو رکھ چھوڑا ہے ہمنے

توکل ہے ہمین اپنے خدا پر
ہمارے پاس اکبر کیا نہین ہے

جو ہے مدعی مدعا بھی وہی ہے	مرادِ دل وہی دلربا بھی وہی ہے
مرض بھی وہی ہے دوا بھی وہی ہے	جو دردِ جگر ہے شفا بھی وہی ہے
جو ہے ابتدا انتہا بھی وہی ہے	تعین سے باہر ہوئے جب تو سمجھے
چمن بھی وہی ہے صبا بھی وہی ہے	وہی رنگِ گل ہے وہی آہ بلبل

محبت کی آنکھین غضب کی نگاہین
جفا بھی وہی ہے وفا بھی وہی ہے
وہی آئینہ ہے وہی عکس عارض
صفا بھی وہی ہے ضیا بھی وہی ہے
چمن مین صبا نے کہا گوش گل مین
جو نکہت ہے زلف رسا بھی وہی ہے
وہی ہجر مین نا امیدی کی حالت
شب وعدہ پیر آسرا بھی وہی ہے
وہی زندگی ہے وہی مرگ اکبر
بقا بھی وہی ہے فنا بھی وہی ہے

زلف عنبر بو بہر رخسار رہنے دیجیے
مومن و ہندو مین اب تکرار رہنے دیجیے
رات اب تھوڑی سی ہی انکار رہنے دیجیے
ہاتھا پائی ہو چکی سرکار رہنے دیجیے
مر ہی جاؤنگا اگر اُترا محبت کا بخار
حضرت عیسی مجھے بیمار رہنے دیجیے
رات ابھی باقی ہی رخصت آپ ہوتے ہین حضور
صبح تک قسمت مری بیدار رہنے دیجیے
توڑنے میری طرف کھڑکی نظارہ کیلیے
غیر کے گھر کیطرف دیوار رہنے دیجیے
پھر وہی تکرار بے معنی وعذر بے سبب
اب نہ مانا جائیگا اصرار رہنے دیجیے
آئے دن کا معرکہ اور روز قتل عام ہے
جان نثاری کیلیے دو چار رہنے دیجیے
قابل فتراک ہم جانبازو نکے سر ہین حضور
ہٹو گردن ہی مین ہار اغیار رہنے دیجیے
اب مدینہ سے نکلنے کا نہ اکبر کو حکم
اپنے مسکن مین شہ ابرار رہنے دیجیے

اب تو کچھ کام ہمارے بھی صبا آتی ہے
قصر محبوب کا پردہ تو اُٹھا آتی ہے
کوچۂ گیسوئے جانان سے یہ کیا آتی ہے
آج بل کرتی ہوئی باد صبا آتی ہے

قصرِ فردوس ہے اے حور تھا تیرا گھر
آج تو پاؤن زمین پر نہین جمتے اسکے
ایسے سوئے ہین عدم والے نہ لی کروٹ بھی
اُسکی آنکھون نے مگر قافلۂ دل لوٹا
حُسن گزرا تو شباب آیا لڑکپن نہ رہا
ساقی شیشون کی لگا دے مرے آگے تو قطار

کہہ کیون ہے تری جنت کی ہوا آتی ہے
کوچۂ یار سے کیا بادِ صبا آتی ہے
نیند کیسی تہِ دامانِ قضا آتی ہے
شور اُٹھتا ہے نہ آوازِ درا آتی ہے
تن کے چلتے ہین تو اب اُنکو حیا آتی ہے
دیکھ اُترے سے وہ گھنگور گھٹا آتی ہے

رکھا اکبر نہ گناہون نے کسی قابل حیف
کس زبان سے کہون بندہ ہون حیا آتی ہے

رقیب جو ڑ چلا تم ملال کر بیٹھے
بچاؤن کیونکر اسے کسطرح انہین ٹالون
فلک کی چال ہے یہ آدمی کی چال نہین
خبر نہین کہ ہے کاجل کی کوٹھری دنیا
جہان ہے نقش بر آب اسمین دم کر دم ہے قیام
ٹٹولتے ہین جگر کو کہ دل کو ڈھونڈتے ہین
کیا خیال ذرا بھی نہ خون عاشق کا
ہجوم چاک گریبانون کا ہے کوچہ مین
یہ کیا کیا کہ انہین دید یا دل اے اکبر

کدھر خیال گیا کیا خیال کر بیٹھے
غضب ہوا کہ وہ دل کا سوال کر بیٹھے
چلے تو لاکھون ہی کو پائمال کر بیٹھے
یہان جو بیٹھے وہ دامن سنبھال کر بیٹھے
کوئی کسی سے یہان کیا ملال کر بیٹھے
وہ میرے سینہ مین کیون ہاتھ ڈالکر بیٹھے
حنا سے تم کفِ گلرنگ لال کر بیٹھے
حضور پردے سے کیون مُنہ نکال کر بیٹھے
تمہین خبر نہین وہ تم سے چال کر بیٹھے

واہ کیا خوب اسیری مری تقدیر مین ہے
پاؤن زنجیر مین دل زلف گرہ گیر مین ہے

ہوگئی پشت بہ دیوار اسے دیکھ کے خلق
اسے پریزاد وہ حیرت تری تصویر مین ہے

گوشہ نشین سلنکڑون کین ہمنے اثر کچھ نہوا
شدنی نام اُسیکا ہے جو تقدیر مین ہے

میرے گھر آپ قدم رنجہ کرین یا شہ دین
آپکی خاک قدم کا اثر اکسیر مین ہے

ہے یہ بیچین کہ دم بھر نہین لیلی کو قرار
کیسی جھنکار یہ مجنون تری زنجیر مین ہے

او کمانداز نہین جان بھی ہمین تجھسے عزیز
ہے تعجب کہ تجھے کشمکش اک تیر مین ہے

مین بھی ہون فکر مین تیری کہ برابر کی ہے چوٹ
تو جو اے چرخ ستمگر مری تدبیر مین ہے

ہے خدا سے مجھے فردوس کے ملنے کی امید
باپ آدم تھے مرے یہ مری جاگیر مین ہے

کیون بھاگے گی بلائے شب ہجر ای اکبر
اثرِ آہ سحر نالہ شبگیر مین ہے

کملی اوڑھے ہے مجھے اے نازکے پالنے آجا
اپنے قدمون سے مری آنکھین لگائے آجا

اے مرے عاظم ر دیا کے اوجانے آجا
خواب مین زلف کو مکھڑے سے ہٹائے آجا

بے نقاب آج تو اے گیسوؤن والے آجا

خاک سے اپنے مسافر کو ہٹانے آجا
اپنے قدمون سے مری آنکھین لگائے آجا

بے بسی پر مری سب کرتے ہین نالے آجا
بیکسی پہ مری خون روتے ہین چھالے آجا

راہ مین چھوڑ گئے قافلے والے آجا

اپنیا مین سے کسی نے نہ یہ رتبہ پایا
تجھپہ اللہ ہے یوسف یہ زلیخا شیدا

کون ہی عرش مکان کون ہی شاہ دوسرا　　کون ہے ماہ عرب کون ہی محبوب خدا

اے دو عالم کے حسینون سے نرالے آجا

اے مسیحا مرے کیا رنگ دکہا رکہا ہے　　مری بالین پہ طبیبونکو بٹھا رکہا ہے
ملک الموت نے گو شور مچا رکہا ہے　　دم تری دید کو آنکھون مین لگا رکہا ہے

لے رہے ہین ترے بیمار سنبہالے آجا

میرے مولا مرے عصیان مجھے شرماتے ہین　　موے تن سے ہین سوا گننے مین کب آتے ہین
بال بیکا نہو اعمال کو تلواتے ہین　　ہون سیہ کار مرے عیب کہلے جاتے ہین

کملی والے مجھے کملی مین چہپالے آجا

ہم سے عاصی ہین گنہگار ستمگر و خطاط　　نیکیون کی ہے کمی بار گنہ کی افراط
تھکے ماندو نمین کہان پار اُتر ینکی بساط　　دیکہتے ہین تجہے پہر پہر کے ضعیفان صراط

ڈگمگاتے ہین قدم کون سنبہالے آجا

شب معراج مین کیا لطف تہا اللہ غنی　　خود کہا خالق اکبر نے کہ اے میرے نبی
ہمنے عرفان کے خزانون کی تجہے کنجی دی　　وقف ہے تیرے لئے دولت کنز مخفی

کہل گئے ہفت سماوات کے تالے آجا

متصل عرش کے جب وہ شہ لطحا گزرا　　بولے قدسی کہ وہ اللہ کا پیارا آیا
دہوم تہی چارو نطرف صل علی صل علی　　پہنچا محبوب تو مشاطۂ رحمت نے کہا

خلوت راز مین اے ناز کے پالے آجا

خلوت راز مین پہر عرش سے آئی آواز
اے میرے لاڈلے اے ہاشمی اے مطلبی
میرے محبوب خوش اسلوب رسول عربی
ہمنے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی

اپنے بندون کو کیا تیرے حوالے آجا

گل خوبی ہو تو اور گلشن وحدت ہے یہان
مایۂ ناز ہے تو آیۂ الفت ہے یہان
جسکی صورت ہے تو اور حسن کی سیرت ہے یہان
رنگ وحدت ہے یہان غنچۂ وحدت ہے یہان

اے گل گلشن لولاک لما آجا

ہمنے دیکھا ہے تجھے تو دیکھ ہمارا جلوہ
اب بھلا طالب و مطلوب مین پردا کیسا
بے تکلف یہان پہنے ہوئے نعلین کو آ
لامکان اپنا مکان عرش سمجھ عرش اپنا

تو ہمارا ترے ہم چاہنے والے آجا

لے دل ایک جوان عربی نے چھینا
اکبر آتا نہین خوش ہند مین کہانا پینا
آرزو ہے کہ مدینہ مین ہو مرنا جینا
صورت لالہ ہے پُر داغ بیان کا سینا

پڑ رہے ہین ترے بیمار کے لالے آجا

کیا کر سکے گی موت درشتی کرکے
ہم قوت بازوے علیؑ رکہتے ہین
اک دم اُسے مار لینگے کشتی کرکے
جنت لے لی ہے دہینگا مشتی کرکے

ایضاً

ہے الفت اہلبیت فرض انسان پر
ذات انکی محیط جزو کل ہے اکبر
عشق ان سے ہو تو آئے حرف ایمان پر
حکم انکا ہے جملہ عالم امکان پر

قطعہ

اتفاق اسمین یہین بھی ہی کہ عجلت ہے خراب
اس بُرے وصف سے موصوف ہے شیطان لعین

کبھی ہو سکتا ہے یہ کل کا دن آجائے آج
لاکھ کوشش کریں ماہرین یہ ممکن ہی نہین

وصل قسمت مین ہے جس روز اُسیدن ہوگا
غم ہجر آدمی کے ٹالے سے ٹلتا ہی کہین

آنیوالی ہی جو شے آپ ہی آجائیگی
ہمکو لازم نہین ہم چھوڑ دین صبر و تسکین

ہے طبیعت مین جو سیماب کی خاصیت ہی
کیا بدل لیگی یہ رفتار سپہر برین

اور اگر ہمسے اُسے دور ہی رہنا ہی ضرور
پر تو ہم ہو نہین سکتے کبھی اس شے کے قرین

ہے جو قسمت مین کسی چیز کا شامل ہونا
عرش سے کھینچ کے لے آئیگی اسکو یہ زمین

کام فرمائے تأنی کو ہر انسان اکبر
التانی من اللہ ہی قولِ شہ دین

ایضاً

کعبہ مین بھی جا کے دیکھ آیا تجھکو
بتخانہ مین بھی کہین نہ پایا تجھکو

اکسیر کے نسخون کی طرح سے دل مین
جسنے پایا تجھے چھپایا تجھکو

تمام شد

اعلان